عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | ۸ تا ۱۴/شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۴ تا ۳۰/ستمبر ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۱۸

مسلمانوں کا ماضی و حال

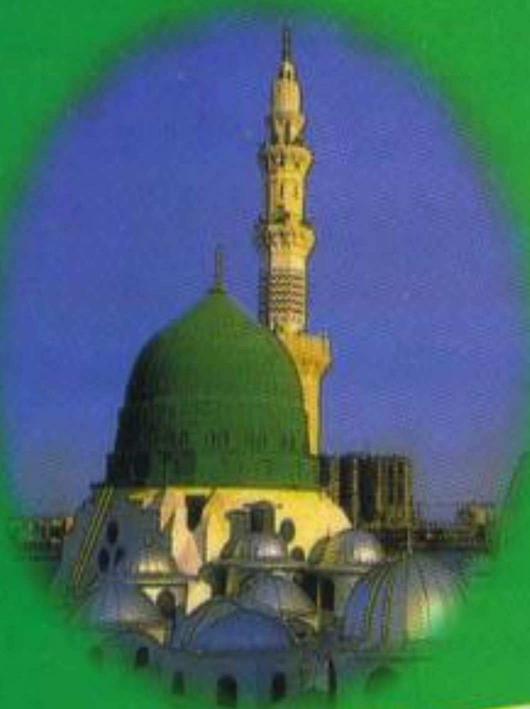

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی سیرت

میرے شیخ

مسلم معاشرہ اور اقلیتیں

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کرلے تو اس کا شرعی حکم:

س:...... اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے عقد کرلیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج:...... قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے، رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف) اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا

(ب) اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مرتدوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا...... تو ان دونوں صورت میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتد عورت کو فوراً علیحدہ کردے اور آئندہ کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے۔ کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

س:...... احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جارہا ہے، کیا یہ جبر اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان، مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں، تو خود انصاف فرمائیے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور از روئے عقل و انصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر اکراہ کی نہیں، بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار و ارادے سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے، نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہئے۔

اب آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے...... اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

دین دار انجمن کا امام کافر مرتد ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی:

س:...... نیو کراچی میں قادیانیوں کی عبادتگاہ مسجد فلاح دارین میں "دین دار جماعت" کا قادیانی پیش امام ہے جو بہت چالاک جھوٹا مکار اور غاصب ہے اس کی مکاری سے کئی کوارٹر حاصل کر رکھے ہیں کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں پر خود قبضہ کر رکھا ہے اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں کے تالے توڑ کر اپنے پالتو بدمعاشوں کا قبضہ کروا رکھا ہے اور کئی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسجد کے نام سے رقم وصول کی اور مسجد میں لگانے کے بجائے اپنے گھر میں خرچ کی۔ اور اپنے پالتو بدمعاشوں کی سرپرستی اور عیاشی پر خرچ کی۔ براہ کرم آپ یہ بتائیں جن لوگوں نے لاعلمی میں مسجد کے نام پر اس کو رقم دی اس کا ثواب ان کو ملے گا یا وہ رقم برباد ہوگئی۔ اور ہمارے محلہ کے کچھ لوگ لاعلمی میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو اس کے قادیانی ہونے کا علم ہوا تو نماز چھوڑ دی اب لوگ قریبی بلال مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں جو نمازیں ہم لوگ اب تک قادیانی کے پیچھے لاعلمی میں پڑھ چکے ہیں وہ نمازیں ہوگئیں یا ان کی قضا کرنا پڑے گی یا کوئی اور طریقہ ہے؟

ج:...... "دین دار انجمن" قادیانیوں کی جماعت ہے اور یہ لوگ کافر و مرتد ہیں، کسی غیر مسلم کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر قادیانی مرتد کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنی نمازیں لوٹائیں اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ "دین دار انجمن" کے افراد جہاں جہاں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر امامت کررہے ہوں ان کو مسجد سے نکال دیں ان کی تنظیم کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست اعلیٰ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

جلد:۲۳ شمارہ:۱۸ ۸ تا ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۴ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۰۴ء

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

اس شمارے میں

اداریہ		4
مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ کے میرپورخاص کے اسفار	(مولانا محمد علی صدیقی)	6
اخوت و مساوات کے عملی نمونے	(ڈاکٹر محمد سید احمد اجتبا ندوی)	8
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی سیرت	(مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی)	10
مسلمانوں کا ماضی و حال	(مولانا کمال اختر قاسمی)	16
مسلم معاشرہ اور اقلیتیں	(محمد شعیب گنگوہی)	19
جنگ یمامہ	(مولوی محمد حق کوہستانی)	21
کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ	(ابو شفقت قریشی سہام)	22
میرے شیخ، شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد صاحبؒ	(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)	24
اخبار عالم پر ایک نظر		25

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔

یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۹۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

مولانا نشیر احمد

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی

مولانا نذیر احمد تونسوی

مولانا منظور احمد الحسینی

مولانا سعید احمد جلالپوری

صاحبزادہ طارق محمود

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سید اظہر عظیم

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد

قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ

ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

لندن آفس: 35, Stockwell Green, London, SW9 9HZ U.K. Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان۔ Hazori Bagh Road, Multan. Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust) Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi. Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادا ریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ!

ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کا کامیاب انعقاد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۹‘ ۱۰/ ستمبر کو ۲۳ ویں دو روزہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں حسب سابق پورے مذہبی جوش و خروش سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی‘ ملک کے چاروں صوبوں کے دور دراز علاقوں سے ختم نبوت کے شیدائیوں اور پروانوں نے انفرادی‘ اجتماعی اور علمائے کرام کی قیادت میں قافلوں کی صورت میں ہزاروں کی تعداد میں بڑی محبت و عقیدت سے شریک ہو کر ختم نبوت سے والہانہ وابستگی کا ثبوت دیا‘ اور سینکڑوں کی تعداد میں علمائے کرام‘ خطباء‘ مقررین‘ مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں اور نمائندوں اور مبلغین ختم نبوت نے کانفرنس کی مختلف نشستوں سے کانفرنس کے اغراض و مقاصد اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور اتحاد امت جیسے موضوعات پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا‘ جس کی تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارے میں دی جائے گی۔

کانفرنس ہر اعتبار سے انتہائی کامیاب اور اتحاد امت کا مظہر تھی‘ ایک ہی اسٹیج پر مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کے جذبات قابل دید اور خیالات قابل شنید تھے۔ کانفرنس کی کل پانچ نشستیں ہوئیں‘ پہلی نشست ۹/ ستمبر بروز جمعرات کو صبح ۱۰ بجے شروع ہوئی جبکہ آخری نشست ۱۰/ ستمبر بروز جمعۃ المبارک کو بعد از نماز جمعہ ہوئی‘ مختلف نشستوں سے علمائے کرام اور دینی جماعتوں کے نمائندوں نے خطاب کرتے ہوئے قادیانیت کے کفریہ عقائد و عزائم پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مرزا قادیانی کے مختلف دعوے اور اس کے دجل و فریب کا پردہ چاک کیا اور اس کے دامِ فریب میں پھنس جانے والے چناب نگر کے قادیانیوں کو دعوت اسلام دی گئی کہ وہ اپنے کفریہ عقائد سے تائب ہو کر رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں۔

سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں قادیانی گروہ مختلف قسم کے جو سوالات‘ شکوک و شبہات‘ پیدا کر کے‘ مسلمانوں کو دولت ایمان سے محروم کرنا چاہتے ہیں‘ کانفرنس میں ان تمام سوالات و اعتراضات و شبہات کے مدلل اور تسلی بخش جوابات دیئے گئے۔ کانفرنس کی آخری نشست سے قائد حزب اختلاف‘ جمعیت علمائے اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن اور دیگر علمائے کرام نے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام جیسی دولت نصیب فرمائی ہے اور اسلام اللہ تعالیٰ کا وہ پسندیدہ دین ہے جس نے دنیا کو امن کا پیغام دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج ایک سازش کے تحت اسلام دشمن قوتیں‘ دہشت گردی کا تعلق اسلام سے جوڑنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں‘ حالانکہ اسلام کا اس سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔

کانفرنس سے خطاب کرنے والے مقررین نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور بڑھتی ہوئی سرگرمیوں سے عوام کو آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں دہشت گردی کی ہونے والی وارداتوں‘ علمائے کرام کی قتل کی سازشوں کی صحیح معنوں میں تفتیش کی جائے تو ان کی منصوبہ بندی میں ضرور قادیانی ہاتھ نظر آئیں گے‘ کیونکہ ملک و ملت دشمنی قادیانیت کی فطرت میں سمائی ہوئی ہے۔ قادیانی گروہ نے آج تک وطن عزیز کے وجود کو دل سے تسلیم نہیں کیا وہ اس کی بنیادیں کھوکھلی کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں کرتے

علمائے کرام نے کہا کہ این جی اوز اور رفاہی تنظیموں کی آڑ میں قادیانی اپنے جھوٹے مذہب کا سر عام پرچار کر رہے ہیں اور سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینے

کے لئے اپنے کفریہ عقائد کو اسلام کے نام پر لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں' جو سراسر قانون شکنی اور آئین پاکستان کے خلاف ہے۔ ان حالات میں حکمرانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ قانون کے اس باغی گروہ کو لگام دے کر قانون کا پابند بنائے اور اس سلسلہ میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس پر سختی سے عمل درآمد کرایا جائے اور وطن عزیز کے تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو فوری طور پر الگ کیا جائے بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں میں قادیانیوں کی موجودگی پاکستان کی سلامتی کے لئے انتہائی خطرناک ہے' اس لئے صورت حال کا جائزہ لے کر جہاں جہاں بھی قادیانی موجود ہیں انہیں برطرف کیا جائے۔

یورپی ممالک میں قادیانیوں نے اسلام' مسلمانوں اور پاکستان کے متعلق انتہائی زہریلا اور خلاف واقعہ منفی پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے' اس کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔ قادیانیوں کی غیر آئینی اور غیر قانونی سرگرمیوں کا ہر حال میں سدباب کیا جائے۔

کانفرنس کے مقررین نے کہا کہ امریکا اور مغربی ممالک قادیانیوں کی سرپرستی کرنا ترک کر دیں' قادیانی اپنی نام نہاد فرضی مظلومیت کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے مکروفریب' ظلم وستم اور اپنے کفریہ عقائد وعزائم پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔

کانفرنس کے شرکاء نے بھرپور انداز سے علمائے کرام کے مطالبات اور قراردادوں کی مکمل تائید کی اور اس سلسلہ میں بھرپور ساتھ دینے کا وعدہ بھی کیا۔

۱۰/ستمبر نماز عصر سے قبل حضرت اقدس حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے مسلمانوں کی نجات اور قادیانیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائیں گے اور کانفرنس دوررس نتائج کی حامل ثابت ہوگی۔ کانفرنس کے منتظمین اور جماعت کے مبلغین حضرات' کانفرنس کی کامیابی پر مبارک باد کے مستحق ہیں' جن کی دن رات کی بھرپور محنت اور جدوجہد کے نتیجہ میں کانفرنس انتہائی کامیاب رہی۔ کانفرنس کے شرکاء بھی مبارک باد کے مستحق ہیں جنہوں نے ہر قسم کی مصروفیات کو چھوڑ کر ملک کے دور دراز علاقوں سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے کانفرنس میں اپنی بھرپور شرکت سے یہ ثابت کر دیا کہ مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آج بھی ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں۔ اسی طرح کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کی بھرپور نمائندگی اور شرکت نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ ناموس رسالتؐ کے تحفظ اور ردقادیانیت کا مسئلہ تمام مکاتب فکر کے نزدیک انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر روز اول کی طرح آج بھی اس سلسلہ میں متحد و متفق ہیں۔ بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کو قادیانیوں کی ہدایت کا اہم ذریعہ بنائے۔ آمین۔

مسجد کی شہادت

نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو میں گزشتہ دنوں مسجد کو نظر آتش کئے جانے کا اندوہناک سانحہ رونما ہوا جس کے بعد صورت حال انتہائی کشیدہ ہوگئی۔ مسجد کے خلاف یہ واقعات نئے نہیں۔ بابری مسجد سے شروع ہونے والا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ امریکا اور یورپ میں مساجد کی بے حرمتی کے واقعات عام ہیں۔ غیر مسلم ممالک میں سور کے سر مساجد میں پھینکے جاتے رہے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کے ساتھ یہودیوں نے کیا نہیں کیا؟ مقدس مقامات کو نشانہ بنانے کی یہ کوششیں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری عالمی مہم کا حصہ ہیں۔ یہ واقعات مسلمانوں کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعہ مسلمانوں کو خبردار کیا جا رہا ہے۔ لیکن ان اوچھی حرکات کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کا راستہ نہیں روکا جا سکتا۔ اسلام قیامت تک باقی رہے گا۔ کرۂ ارض سے اسے مٹانے کا خواب دیکھنے والے خود مٹ جائیں گے۔ نہ کسی کا "سفید گھر" رہے گا اور نہ کسی کی "دسویں سڑک" اگر عالمی سامراج کا یہ خیال ہے کہ وہ مسلمانوں کو ختم کر دے گا تو یہ اس کی بھول ہے۔ نیپال حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ مسجد کی شہادت میں ملوث افراد کو گرفتار کر کے انہیں عبرتناک سزائیں دے اور مسلمانوں کی اشک شوئی کرے اور مساجد کی توہین و بے حرمتی کرنے والوں کے خلاف موثر قانون سازی کرے تاکہ اس جرم عظیم کا سدباب ہو سکے۔

ختم نبوت

حضرت مفتی نظام الدین شامزی شہیدؒ

کے میرپور خاص کے اسفار

مولانا محمد علی صدیقی

حضرت مفتی نظام الدین شامزی رحمۃ اللہ علیہ کو شہید ہوئے کافی دن گزر چکے ہیں، تاحال حضرت مفتی صاحب کے قاتلوں کا نام و نشان تک حکومت نے معلوم نہیں کیا، گرفتار کرنا تو ایک طرف، خود سندھ انتظامیہ کے ایک اہم آفیسر اس بات کا اقرار کر چکے ہیں کہ مفتی صاحب کے قاتلوں کا فی الحال کوئی علم نہیں۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے بعد حضرت مفتی نظام الدین شامزی کی شخصیت ایسی جامع تھی کہ دین کے ہر میدان میں نہ صرف یہ کہ صف اول میں نظر آتے تھے بلکہ مقتداء تھے، اس کا اعتراف قائد حزب اختلاف مولانا فضل الرحمٰن بھی کر چکے ہیں اور معروف کالم نگار جناب عرفان صدیقی بھی کہ حضرت مفتی صاحب مولانا فضل الرحمٰن کے کہنے پر معاملات سلجھانے کے لئے وانا تشریف لے جانے والے تھے لیکن نادیدہ قوتوں نے یہ کام نہیں ہونے دیا۔ اس کے علاوہ جلسہ ہو، تقریر ہو، تدریس ہو، مدارس کی سرپرستی ہو یا ختم بخاری شریف کی تقریب ہو، حضرت مفتی صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ ہر جگہ نمایاں نظر آتے تھے، جہاں اسی سلسلہ میں آپ پورے ملک جاتے، اسی طرح اندرون سندھ کے شہر میرپور خاص بھی حضرت تین مرتبہ تشریف لائے، پہلی مرتبہ ۲۰۰۰ء میں مدرسہ قاسم العلوم ٹنڈو آدم روڈ میرپور خاص میں، جس کے مہتمم مولانا عبدالرحیم میر ہیں، انہوں نے اپنے دوستوں اور مدرسین خصوصاً مولانا محمد عبداللہ، مولانا مفتی عبیداللہ انور سے مشورہ کے بعد ختم بخاری شریف کی تقریب میں شرکت کی دعوت دی جو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قبول فرمائی اور تشریف لائے۔ دوسری مرتبہ ۱۴۲۳ھ میں مدرسہ دارالسلام لال چند باغ میرپور خاص کی تقریب ختم بخاری شریف کے موقع پر تشریف لائے جب مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا شمس الدین صاحب اور مدرسہ کے انچارج ڈاکٹر محمد اقبال میمن نے آپ کو دعوت دی، اس پروگرام میں راقم کو بھی شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اس طرح چند گھڑیاں حضرت مفتی صاحبؒ کی رفاقت میں گزریں، اس کے بعد تیسری مرتبہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا محمد ہارون معاویہ کی تقریب نکاح میں شرکت کے لئے ۲۹/محرم ۱۴۲۵ھ کو آپ میرپور خاص تشریف لائے۔ اس سفر میں کراچی واپسی تک راقم کو حضرت مفتی صاحبؒ شہید کی معیت حاصل رہی اور اس سفر میں حضرت نے یہ کرم بھی فرمایا کہ راقم کے جماعتی دوست قاری بشیر احمد اور قاری سلیمان بن محمد جنہوں نے میرپور خاص کے علاقہ سیٹلائٹ ٹاؤن نزد واٹر ٹنکی میں مدرسہ تجوید القرآن کھولا ہوا ہے، راقم نے جب اس مدرسہ میں دعا کرنے کی درخواست کی تو حضرت نے قبول فرمائی، اس سے قبل بسم اللہ مسجد میں تقریب نکاح تھی اور وہاں ختم نبوت لائبریری کا افتتاح تھا۔

حضرت مفتی صاحب اس لائبریری کے کمرے میں تشریف لائے، سامنے حضرت مفتی صاحب کے مرشد و مربی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی کتب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" موجود تھیں، ان کو اٹھایا اور شیخ کے نام کا بوسہ لیا، حضرت نے آنکھیں اپنی بھی پرنم کیں اور دیکھنے والوں کی بھی، پھر دعا فرمائی اور لائبریری انچارج حافظ محمد یامین صاحب کو حوصلہ دیا، اس کے بعد مدرسہ فاروقیہ مولانا عبدالغفار صاحب کے ہاں تشریف لے گئے، پھر راقم کی دی ہوئی دعوت کو عملی جامہ پہنایا اور مدرسہ تجوید القرآن رحیمیہ تشریف لائے جہاں مدرسہ کے انچارج قاری بشیر احمد اور قاری سلیمان بن محمد نے طلباء کرام کے ہمراہ حضرت کا خیر مقدم کیا۔ مدرسہ کے ہر کمرہ میں تشریف لے گئے، تمام کمروں میں الگ الگ دعا کی، پھر مدرسہ میں چائے پی، آپ کے ہمراہ مدرسہ بنوری ٹاؤن کے مفتی عبدالمجید دین پوری اور دیگر احباب بھی تھے، بعد ازاں آپ نے مدرسہ کے رجسٹر برائے تاثرات پر مدرسہ کے لئے انتہائی ہمدردانہ دعائیہ کلمات لکھے امید ہے کہ حضرت مفتی صاحبؒ کے الفاظ جلد پورے ہوں گے، یہ تحریر جو مدرسہ کے لئے لکھی گئی، راقم کے لئے بھی ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے، اس لئے کہ اس تحریر میں حضرت مفتی

ختم نبوت

صاحبؒ نے جہاں اپنے رفیق سفر مولانا عبدالمجید صاحب کا تذکرہ کیا وہاں راقم کے نام سے پہلے ''بھائی'' کا لفظ لکھا' اس وقت تو غور نہ کر سکا لیکن شہادت کے بعد قاری سلیمان بن محمد نے وہ تحریر ایک بار پھر دکھائی تو اس میں حضرت مفتی صاحب کے قلم سے اپنے لئے بھائی کا لفظ پڑھ کر بے ساختہ حضرت مفتی صاحب کے لئے بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی۔

سفر شہادت سے کچھ دن قبل قاری سلیمان بن محمد نے میرپورخاص سے کراچی حضرت مفتی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دی' حضرت مفتی صاحب نے فوراً اپنے پاس بلایا' چائے پلائی' اس کے بعد قاری صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! ہمارے مدرسہ کے چند طلباء کرام اس سال حفظ قرآن مکمل کر رہے ہیں' رجب میں اس کے اعزاز میں تقریب ہوگی' آپ ہماری دعوت قبول فرمائیں' حضرت مفتی صاحب نے قاری سلیمان صاحب کی دعوت قبول کی کہ انشاء اللہ زندگی رہی تو ضرور حاضر ہوں گا لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور مدرسہ کے طلباء اب قرآن پڑھ کر مفتی صاحب کے ایصال ثواب کے لئے دعا کر رہے ہیں۔ حضرت مفتی صاحب گو تین مرتبہ میرپورخاص تشریف لائے لیکن میرپورخاص کے احباب کا روحانی تعلق آپ سے ایسا قائم ہوا کہ جیسے ہی حضرت مفتی صاحب کی شہادت کی اطلاع ملی تو لوگ سوگوار ہوگئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میرپورخاص کے ناظم اعلیٰ مولانا حفیظ الرحمٰن فیض نے مقامی جماعت کے امیر مولانا شبیر احمد کرنالوی سے مشورہ کر کے اسی دن بعد نماز عصر مدینہ مسجد شاہی بازار سے ایک احتجاجی جلوس نکالا جس میں ہر طرف سر ہی سر نظر آ رہے تھے اور اسی احتجاجی جلوس میں ۳۱/مئی کو پورے میرپور خاص میں ہڑتال کی کال دی جس پر اگلے دن ان لوگوں نے بھی اپنا کاروبار بند رکھا جنہوں نے کبھی بھی اپنا کاروبار بند نہیں کیا تھا' اس سے حضرت مفتی صاحب کی عنداللہ مقبولیت کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

اس کے علاوہ بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو میرپورخاص کے ایک جید عالم دین سے محبت تھی اور وہ تھے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے ممبر حضرت مولانا فیض اللہ صاحب بروہی رحمۃ اللہ علیہ جو مدرسہ میرپورخاص کے بانی اور خطیب تھے' ختم نبوت کی شوریٰ کے اجلاس میں کراچی کے احباب کے علاوہ حضرت مولانا فیض اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولانا احمد میاں حمادی اکٹھے ہوتے تھے' واقعی حضرت مفتی صاحب کی شہادت سے مجھے اور ختم نبوت جماعت کو' جمعیت علمائے اسلام کو اور دیگر دینی وسیاسی جماعتوں کے ساتھ مدارس کا بہت بڑا نقصان ہوا اور احادیث کو سمجھانے والے عظیم شیخ الحدیث کی دعاؤں سے ہم محروم ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کے درجات بلند کرے اور ان کی جگہ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..............☆☆

بقیہ جنگ یمامہ

کی ایسی پارٹی کفر وارتداد میں مسیلمہ کذاب سے بڑھ کر ہے کیونکہ مسیلمہ کذاب نے صرف نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے بیک وقت کئی ہزار دعوے کئے اور براہین احمدیہ کے اندر لکھا کہ جس طرح نبی ﷺ پر ایمان نہ لانے والا کافر ہے اسی طرح مجھ پر ایمان نہ لانے والا بھی کافر ہے' اس نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا' بلکہ اس نے اپنے اوپر نازل ہونے والی شیطانی وحی کو قرآن کہا اور اپنی باتوں کو حدیث کہا۔ اپنے خاندان کو اہل بیت کہا' اپنی بیویوں کو امہات المومنین کہا اپنے ساتھیوں کو صحابہ رسول کہا بلکہ اس سے بڑھ کر خود محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ کیا۔ 25/اکتوبر 1902ء کو البدر اخبار جو کہ قادیان سے شائع ہوا اس میں اس کے ایک مرید نے یہ اشعار لکھ کر شائع کروائے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

تو میں اس مقام پر کہوں گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہیں تھا' خدائی کا دعویٰ کرنے کے جرم میں یہ نمرود تھا دعویٰ نبوت کرنے کے جرم میں یہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب تھا' توہین رسالت کے جرم میں ابوجہل وابولہب تھا' تو آئیں آج ہم اس مسیلمہ کذاب وابوجہل کے خلاف آواز بلند کریں' اور یہ اعلان کردیں کہ:

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہ رہے گا تو سر دار کریں گے
جب تک بھی دہن میں ہے زباں سینے میں دل ہے
کاذب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

قادیانیوں اور دیگر فتنوں کی شرانگیزیوں سے باخبر رہنے کے لئے بین الاقوامی اردو جریدۂ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کریں

اخوت و مساوات کے

عملی نمونے

ڈاکٹر سید محمد اجتبا ندوی

دنیا کے ادیان و مذاہب میں اسلام کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس نے دور اول ہی میں شریعت' احکام اور اخلاق کے اعلیٰ نمونے پیش کیے اور ایک ایسا معاشرہ تیار کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا جو تا قیامت مثال' نظیر اور نمونے کے طور پر قائم و دائم رہے گا' کون نہیں جانتا کہ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا اور یہ اخوت مرتے دم تک قائم رہی۔ ہر انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کو اپنی ملکیت جائیداد اور کاروبار میں سے نصف حصہ دے دیا' یہاں تک کہ اگر کسی انصاری کی دو بیویاں تھیں تو اس نے اپنے مہاجر کو اختیار دیا کہ جو بیوی اس کو پسند ہو اسے اپنے نکاح میں لے آئے' اس کی پسند کے بعد انصاری بھائی نے اپنی اس بیوی کو طلاق دیدی اور کتاب و سنت کے مطابق مہاجر بھائی سے اس کی شادی کرنے میں پورا تعاون کیا' اسی طرح اسلام نے رنگ و نسل' قوم و ملک کے امتیاز کو ختم کر کے سب کو برابر' یکساں اور مساوی قرار دیا' اگر کوئی فضیلت و امتیاز حاصل ہوا تو صرف صلاح و تقویٰ کی بنیاد پر۔

رشاد باری تعالیٰ ہے:

''ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم۔''

ترجمہ: ''اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو متقی و پرہیزگار ہو۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں نہ صرف مساوات و اخوت کی واضح خطوط و علامات بیان فرمائیں بلکہ دنیا میں سب سے پہلے حقوق انسانی کے وثیقے کا اعلان فرمایا:

''لوگ آدم علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنے تھے' کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں اور کسی سفید فام کو کسی سیاہ فام پر کوئی برتری حاصل نہیں' مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔''

آئیے اسی اعلان کی روشنی میں ہم اسلامی معاشروں میں عملی نمونے بھی دیکھتے چلیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع میں بہت بڑی تعداد جمع تھی جن میں وہ قبائل اور ان کے بارعب اور بڑے جاہ و جلال کے سرداران بھی جمع تھے جو پہلے ہر ایک کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا پسند نہ کرتے تھے' مگر منیٰ' میدان عرفات اور مزدلفہ میں نماز کی صفوں میں اور مسجدوں میں ایک ساتھ' ایک وقت اور یکساں طور پر اٹھتے بیٹھتے اور نماز ادا کرتے تھے اور کسی قسم کی کوئی کدورت' نفرت اور حقارت کا مظاہرہ نہ ہوا:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

آئیے وہ دیکھئے مقدس کعبہ کے اوپر چھت پر کون کھڑا ہے؟ اسے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد اذان کا حکم دیا۔ ارے یہ تو بلال حبشیؓ ہیں' جو اسی مکہ میں ایک سردار امیہ بن خلف کے غلام تھے اور سیاہ فام ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ اچھوتوں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد اسی امیہ بن خلف اور اس کے گھرانے کے سردار ابوجہل اور صفوان بن امیہ نے سخت اذیتیں پہنچائی تھیں اور ان کی زبان مبارک سے ''احد' احد'' کی آواز نکلتی رہی۔ آج ان کو اسلامی معاشرے میں یہ عزت حاصل ہو رہی ہے۔ یہ اسلام کی عظمت اور مساوات و اخوت اسلامی کا عملی نمونہ ہے کہ دور جاہلیت کا ایک سیاہ فام غلام اہل جاہلیت کے نزدیک بھی مقدس حرم کی چھت پر پیروں کے بل چلتا ہے اور اس پر کھڑا ہو کر اذان پوری کرتا ہے۔ اہل جاہلیت نے اپنی آنکھوں سے اسلام کے اس عظیم کردار کا مشاہدہ کر لیا' کیا بزعم خود ترقی یافتہ مہذب مغربی دنیا آج بھی کوئی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے کہ جس میں علم' فضل' عقل و اخلاق اور ایمان کی بنیاد پر انسان عظمت و برتری کی چوٹی پر پہنچ جائے' نہ کہ سفید کھال اور گورے چہرے مہرے کے طفیل میں۔ یہاں تو اگر ایمان و عمل نہیں تو

انسان کا سفید فام ہونا آگے نہیں بڑھا سکتا اور کسی کو سیاہ فام ہونے کی وجہ سے پیچھے نہیں ہونا پڑے گا۔

لشکر اسلام حضرت عمرو بن العاصؓ کی قیادت میں مصر فتح کرنے کے لئے آگے بڑھتا ہے اور بابلیوں کے قلعہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مصر کا بادشاہ مقوقس مسلمانوں سے گفت وشنید کے لئے ایک وفد بھیجتا ہے جو مطالبہ کرتا ہے کہ ہمارے بادشاہ سے گفتگو کے لئے کوئی وفد روانہ کیا جائے۔ حضرت عمرو بن العاصؓ دس آدمیوں پر مشتمل ایک وفد تشکیل دیتے ہیں اور اس کا سربراہ حضرت عبادہ بن صامتؓ کو منتخب کرتے ہیں' حضرت عبادہؓ لمبے چوڑے' سیاہ فام انسان تھے۔ جس وقت مقوقس کے دربار میں وفد داخل ہوتا ہے' مقوقس حضرت عبادہؓ کے ڈیل ڈول اور جسم کی سیاہی سے خوفزدہ ہوجاتا ہے' گھبرا کر کہتا ہے کہ اس کالے آدمی کو دور ہٹاؤ اور کسی دوسرے کو مجھ سے گفتگو کرنے کے لئے آگے بڑھاؤ؟ مسلم وفد کے افراد جواب دیتے ہیں: یہ سیاہ فام ہمارے سردار ہیں' ہم سب سے بہتر اور ہم سب میں سب سے زیادہ ذی علم اور اچھی رائے رکھنے والے ہیں' ہم انہیں کی رائے اور حکم کی بجا آوری کرتے ہیں' ہمارے سربراہ نے انہیں ہمارا سردار بنایا ہے اور ان کا حکم ماننے کے لئے ہمیں ہدایت دی ہے۔ مقوقس نے کہا کہ تم نے کالے شخص کو اپنا سردار کیسے بنالیا؟ حالانکہ یہ تم لوگوں سے کمتر ہے۔ ان لوگوں نے جواب دیا: ہرگز نہیں' وہ اگرچہ کالے ہیں' لیکن ہم سے بہتر اور درست رائے کے مالک ہیں اور ہمارے یہاں کالا ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔ مقوقس نے مجبور ہوکر حضرت عبادہؓ کو مخاطب کرکے کہا: اچھا تو آگے بڑھ اے سیاہ فام! اور مجھ سے نرمی سے گفتگو کر' کیونکہ میں تیری سیاہ فامی سے ڈرتا ہوں۔ حضرت عبادہؓ نے مقوقس کو سیاہ فامی سے ڈرتا ہوا دیکھ کر فرمایا: ہمارے لشکر میں ایک ہزار سیاہ فام افراد ہیں جو مجھ سے زیادہ کالے ہیں۔

فراخ دلی' اعلیٰ کردار اور انسان کی قدرومنزلت کی ایک مثال اور ملاحظہ ہو۔ بنو امیہ کا عالی مرتبت اور بڑے جاہ وجلال کا خلیفہ عبدالملک بن مروان دمشق سے حج کے لئے مکہ مکرمہ آتا ہے۔ وہاں اس کی ملاقات مکہ مکرمہ کے سب سے بڑے عالم' فقیہ اور عظیم محدث وامام عطا ابن ابی رباح سے ہوتی ہے' وہ برسرعام موسم حج میں اعلان کراتا ہے کہ فتویٰ صرف عطا ابن ابی رباح دیں گے' ان کی موجودگی میں کسی کو فتویٰ کا حق نہیں دیا جاسکتا۔

سن لیجئے یہ عطا ابن ابی رباحؒ کیسے تھے؟ انتہائی کالے' ایک آنکھ سے معذور' چپٹی ناک' لنگڑے لولے اور پریشان بال آدمی' کوئی ذرا دیر بھی ان پر نگاہ نہ جما سکتا تھا۔ اپنے حلقہ درس میں جب شاگردوں کے درمیان بیٹھتے تھے تو اپنی سیاہ رنگت کی وجہ سے الگ ہی پہچانے جاتے تھے' اس مہذب اور شائستہ دنیا کو (جس نے اس مہذب اور ترقی یافتہ دور میں نسل پرستی کی بانگ دہل سرپرستی کررکھی ہے) یہ جان لینا چاہئے کہ اسلام کی پہلی صدی میں جو علم وفضل اور تقویٰ ودیانت کے اعتبار سے ایک مثالی زمانہ ہے' ہمارے عظیم مذہب کے ماننے والوں نے ایسے سیاہ فام شخص کو اپنا امام اور اپنے مقدس ترین شہر کا مفتی' اور ساتھ ساتھ فقیہ اور محدث کے عظیم مرتبہ پر فائز کیا جس کی وجہ سے ہزاروں تشنگان علم نے اپنی علمی پیاس بجھا کر آپؒ سے سند فراغت حاصل کی اور اپنے دلوں میں آپ کے لئے محبت والفت' قدردانی اور احترام واعزاز کا عظیم جذبہ پیدا کیا۔

ایک حضرت عطا ابن ابی رباحؒ ہی نہیں بلکہ کتنے ایسے علماء' فضلاء' اتقیا' ادبا وشعرا ہیں جن کو امت مسلمہ نے اپنے سینے سے لگایا اور نگاہوں میں بٹھایا۔ مشہور شاعر نصیب' مشہور فقیہ عثمان بن زیلعیؒ جنہوں نے حنفی فقہ کی مشہور کتاب ''کنز'' کی شرح لکھی اور اسی طرح اپنی گرانقدر کتاب ''نصب الرایہ'' کے مصنف حافظ جمال الدین ابومحمد عبداللہ بن یوسف زیلعیؒ کالے تھے اور حبشہ کے شہر زیلع کے باشندے تھے۔ چوتھی صدی میں مصر کا مشہور بادشاہ کافور سیاہ فام غلام نسل سے تعلق رکھتا تھا' جس کو عربی کے عظیم شاعر ابوالطیب المتنبی نے اپنی شاعری کے ذریعہ شہرت دوام بخشی۔

آخری عہد نبوی کا واقعہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں کسی بات پر جلیل القدر صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت بلال حبشیؓ کے درمیان کچھ کہا سنی ہوگئی' بات اس حد کو پہنچی کہ تحت غصہ کے عالم میں حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضرت بلالؓ کو مخاطب کرکے فرمایا: اے کالی کلوٹی کے بچے! حضرت بلالؓ دربار رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور شکایت کی' بات ثابت ہوجانے پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوذر! تمہارے اندر اب تک جاہلیت کا خمار باقی ہے' یہ لوگ تمہارے بھائی ہیں۔ حضرت ابوذرؓ کو سخت ندامت اور شرمندگی ہوئی۔ انہوں نے توبہ کی اور حضرت بلال سے گزارش کی کہ وہ اپنے پیروں سے ان کے رخسار کو روندیں تاکہ آئندہ پھر کبھی اس جاہلانہ حرکت کی جرأت نہ ہوسکے۔ یہاں تو عزت وذلت کا دارومدار ایمان وعمل پر ہے نہ کہ رنگ وروپ اور نسل وقوم پر۔

☆☆..........☆☆

ختم نبوت

مرسلہ: جمال عبدالناصر شاہد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی سیرت

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

نبی اسلام' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازدواجی سیرت پر بہت سے مستشرقین' متعصب پادریوں اور ظاہر بین معترضوں نے نہایت رکیک خیالات اور دور از حقیقت شبہات کا اظہار کیا ہے' جس سے متاثر ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک اور اخلاق کریمانہ سے ناواقف سادہ لوح مسلمان بھی شکوک و اوہام میں مبتلا ہو جاتے ہیں' زیر نظر مقالہ میں اسی مسئلہ پر روشنی ڈالی گئی ہے' جس سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت و عصمت' پاک دامنی و نفس کشی کے ساتھ وہ مصالح و مقاصد اور حکمتیں بھی واضح اور منقح ہو کر سامنے آ جائیں گی جن کا حصول عرب جیسے جمود پسند ملک میں بغیر کثرت تزویج ممکن نہ تھا اور نہ ہی اس مصلح اعظم اور رحمۃ للعالمین کے لئے ان مصلحتوں سے صرف نظر کرنا مناسب تھا' اسی بنا پر رب العلمین نے ساری امت سے الگ اختصاصی طور پر آپ کو کثرت ازدواج کی اجازت مرحمت فرمائی۔

تفصیل میں جانے سے پہلے اس اہم مسئلہ میں دو بنیادی نقطوں کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے:

ا:...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں امہات المومنین کی کثرت زمانہ شیوخت یعنی پچاس سال کی عمر کے بعد ہوئی ہے' تمام کتب سیر و تاریخ اس امر پر متفق ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائی عمر سے ۲۵ برس تک کسی عورت سے ازدواجی تعلق قائم نہیں کیا۔ حالانکہ عمر کا یہی وہ دور ہے' جس میں جوانی دیوانی ہوتی ہے اور شباب کا بھوت سر پر سوار ہو کر انسان کو پاگل بنا دیتا ہے بالخصوص پندرہ برس سے پچیس سال تک کا زمانہ تو انتہائی نازک ہوتا ہے' جس میں شہوت سے مغلوب اور نفس سے عاجز اشخاص ہر قسم کے ناکردنی افعال کر گزرتے ہیں' لیکن تاریخ اور واقعات شاہد ہیں کہ زندگی کے یہ ایام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حزم و احتیاط اور عفت و عصمت کے ساتھ گزارے ہیں' اس کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی۔

۲:...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ کی جملہ ازواج بیوہ تھیں' جب کہ یہ بات تقریباً مسلمات میں سے ہے کہ شہوت پرست' تعیش پسند بیوہ اور عمر رسیدہ عورتوں کے بجائے نئی نویلی کنواری لڑکیوں کو پسند کرتے ہیں' چاہے وہ خود کتنے ہی عمر دراز اور سن رسیدہ کیوں نہ ہوں۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اولاً تو پچیس سال کی عمر تک تجرد و تفرد کی زندگی بسر کرتے ہیں اور پھر جب عقد کرتے ہیں تو ایسی خاتون کے ساتھ جو عمر میں آپ سے پندرہ سال زیادہ اور ایک نہیں بلکہ دو خاوندوں کے نکاح میں رہ چکی ہیں اور ان کی عمر اور جوانی کا اکثر و اہم حصہ گزر چکا تھا' پھر اپنی قوت و طاقت کے عمدہ زمانے یعنی پچیس سال سے پچاس سال تک کو اسی ایک سن رسیدہ و بیوہ رفیقہ حیات کے ساتھ گزار دیتے ہیں۔

یہ دو نکات اس مسئلے میں اس قدر اہم ہیں کہ انہیں پیش نظر رکھنے سے معاندین و جاہلین کے لگائے ہوئے الزامات کے برعکس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عفت اور پاکدامنی منقح ہو کر سامنے آ جاتی ہے۔

ہم اختصار کے ساتھ ازواج مطہرات کے تراجم پیش کرتے ہیں جس سے ہمارا دعویٰ مدلل و مبرہن ہو کر ہر صاحب عدل و انصاف کو یہ رائے قائم کرنے پر مجبور کر دے گا کہ وہ ذات گرامی جو رحمۃ للعالمین اور مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے دنیا میں آئی تھی' اس کے لئے کثرت ازواج از بس ضروری تھا۔

تراجم امہات المومنین:

ا: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

باتفاق ارباب سیر یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین بیوی ہیں' عقد کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پچیس سال اور خود ان کی چالیس سال تھی' یہ پہلے ابوہالہ بن زرارہ کے نکاح میں تھیں' ان کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی سے بیاہی گئیں اور عتیق کے فوت ہو جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ عفت اور پاکدامنی میں ممتاز شخصیت کی مالکہ تھی اور اپنے اسی وصف کی بنا پر مکہ میں طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مکمل عہد شباب

انہیں کے ساتھ گزارا اور ان کی حیات میں کسی اور سے عقد نہیں فرمایا۔ حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ آپ کی جملہ اولاد انہیں کے بطن سے تھیں۔ ہجرت سے تین سال پیشتر ۱۰ نبوی میں ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی' ان کے وصال کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم عمر شریف کی پانچ دہائیاں پوری کر چکے تھے یعنی شباب کے دور سے گزر کر شیوخت کی منزل میں داخل ہو گئے تھے۔

تبلیغ رسالت اور اسلام کی حمایت و نصرت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اہم کارنامے انجام دیئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کا کما حقہ' حق ادا کیا۔ (تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو عیون الاثر' اصابہ اور زرقانی وغیرہ)

۲: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا:

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات سے کچھ ہی روز بعد آپ کے نکاح میں آئیں' بوقت نکاح ان کی عمر پچاس یا پچپن سال تھی' ان کے پہلے شوہر حضرت سکران بن عمرو انصاری تھے جو ہجرت حبشہ سے واپسی پر راستے میں فوت ہو گئے تھے' جس کی وجہ سے یہ بالکل بے یار و مددگار ہوئیں' گھر والوں کے پاس جانے میں چونکہ ایمان کا خطرہ تھا' اس لئے بڑی تنگی میں زندگی بسر کر رہی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درازیٔ عمری کے باوجود ان کے دین و دنیا کی حفاظت و کفالت کے لئے نکاح کر لیا اور اپنے دامن رحمت میں لے کر انہیں سارے اندیشوں اور مصیبتوں سے محفوظ کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت ۲۳ ہجری میں ان کی وفات ہوئی۔ (تاریخ کبیر امام بخاری' رحمۃ للعالمین' سیرت مصطفیٰ وغیرہ)

۳: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ہجرت سے تین سال قبل ماہ شوال ۱۰ نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور رخصتی ۱ ہجری میں ہوئی۔ ۹ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ۴۸ سال بقید حیات رہ کر ۵۷ ہجری میں راہی عالم جاودانی ہوئیں۔

ازواج مطہرات میں صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کنواری اور بن بیاہی تھیں' فہم و فراست اور علم و تفقہ میں تمام ازواج مطہرات بلکہ اکثر صحابہ کرامؓ پر فوقیت رکھتی تھیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ہم اصحاب رسول کو جب بھی کسی مسئلہ میں اشکال پیش آتا تو دریافت کرنے پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس اس کا حل مل جاتا تھا۔"

روایات حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ اور عبداللہ بن عمروؓ کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ ہی کی مرویات سب سے زیادہ ہیں۔ اکابر صحابہ کرامؓ میں حضرت فاروق اعظمؓ ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ حضرت ابوہریرہؓ' حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ' حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

علوم دینیہ کے علاوہ ایام عرب اور اشعار جاہلیت میں بھی انہیں کامل رسوخ حاصل تھا' یہی وہ فضائل ہیں جن کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بہت زیادہ محبت رکھتے تھے' چونکہ تعدد نکاح کا ایک اہم اور بنیادی مقصد دین کی تعلیم اور وہ احکام و مسائل جو صنف نسواں سے متعلق ہیں' انہیں ازواج مطہرات کے واسطہ سے امت کی عورتوں تک پہنچانا تھا' درحقیقت یہ ازواج مدرسۃ النسواں کی طالبات تھیں' مسجد نبوی اور صفہ میں مردوں کو تعلیم دی جاتی تھی اور بیت نبوی میں امہات المومنین کو' تاکہ آگے چل کر یہ دیگر عورتوں کی معلمات بنیں' چونکہ ان سب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کی جودت فہم' دقت نظر اور قوت حافظہ کی بنا پر تمام ازواج سے ممتاز تھیں۔ اس لئے فطرتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میلان طبع ان کی جانب زیادہ تھا۔

۴: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:

یہ حضرت فاروق اعظمؓ کی صاحبزادی تھیں' شعبان ۳ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں' ان کے پہلے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ سہمیؓ کو غزوۂ بدر میں زخم آیا' جس کے صدمے سے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئے' شوہر کے انتقال کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت عثمان غنیؓ اور ابوبکر صدیقؓ کو پیغام نکاح دیا' مگر یہ حضرات خاموش رہے' بالآخر آپؐ نے خود انہیں اپنے حبالۂ عقد میں لے کر ان کے والد ماجد اور خود ان کی عزت افزائی فرمائی۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت شعبان ۴۵ ہجری میں آپؓ کا وصال ہوا' کل آٹھ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں رہیں۔

۵: حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا:

۳ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت سے مشرف ہوئیں۔ ان کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن جحشؓ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت زینب خود اس غزوہ میں شریک تھیں' مجروحین کی مرہم پٹی اور دیکھ بھال کی خدمات نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیں اور شوہر کی شہادت پر پورے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان کے صبر و ثبات اور مجاہدین کی خدمات کا علم ہوا تو ان کی عزت افزائی' قدر دانی اور اطمینان خاطر کی غرض سے اپنی زوجیت میں لے لیا' نکاح کے دو تین ماہ ہی گزرے تھے کہ ان کا وصال ہو گیا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں تدفین ہوئی۔

۶: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

یہ بھی بیوگی کی حالت میں آپؐ کے نکاح میں آئیں' ان کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن عبدالاسدؓ اولین سابقین میں سے تھے اور دین کی حفاظت کے لئے اپنی زوجہ محترمہ کو ساتھ لے کر حبشہ ہجرت کر گئے تھے' وہیں ان کے صاحبزادے سلمہ پیدا ہوئے۔ غزوۂ احد کے موقع پر دولت شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

شوہر کے وصال کے بعد حضرت ام سلمہؓ اور ان کے چار یتیم بچے بالکل بے سہارا ہو گئے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تا کہ بچوں کی پرورش اور تربیت کے ساتھ خود حضرت ام سلمہؓ کی کفالت کا سامان بھی ہو جائے اور ان کی رضامندی پر نکاح فرمالیا اور ان کے بچوں کی اس طرح پیار و محبت اور اپنائیت کے ساتھ پرورش فرمائی کہ وہ اپنے والد کو یکسر بھول گئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا شرافت نسبی اور تقدم اسلام کے ساتھ فہم و فراست اور عقل و تدبر کے لحاظ سے بھی امتیازی شان رکھتی تھیں' حتیٰ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مومنین کے اہم امور میں ان سے مشورہ فرمایا کرتے تھے' سات سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں' ۸۰ یا ۸۴ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ (تفصیل کے لئے صحیح بخاری' اصابہ' زرقانی' رحمۃ للعالمین وغیرہ ملاحظہ ہو)

۷: حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ آپ کی زوجیت میں آنے سے پہلے آپؐ کے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھیں۔ اس لئے شوہر کا جیسا احترام ہونا چاہئے اسے پورا نہ کر سکیں۔ جس سے حضرت زیدؓ کو شکایت ہوئی اور بالآخر نوبت طلاق تک پہنچی۔ حضرت زیدؓ کے ساتھ ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوا تھا' اگرچہ وہ طبعی طور پر اس کے لئے آمادہ نہ تھیں۔ مزید براں طلاق کا واقع ہو جانا اس سے ان کی بظاہر مزید بکی و دل شکنی ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ازالہ کی خاطر خود حضرت زینب سے بحکم خداوندی نکاح فرمالیا۔

بعض مخالفین اسلام و اعدائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بے سروپا اسرائیلی روایت کے سہارے حضرت زینب سے متعلق النبی الذکی الطاہر صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک رکیک اور بیہودہ الزام عائد کیا ہے جو روایتاً و درایتاً بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ تاریخ اسلامی میں اس روایت کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

اس مخترع' ساقط الاسناد اور یکسر باطل روایت کا حاصل یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کی غیر موجودگی میں ان کے گھر تشریف لے گئے' وہاں حضرت زینب پر آپ کی نظر پڑ گئی اور آپ کا دل ان کی جانب مائل ہو گیا' دل کیا س بدلتی ہوئی حالت پر تعجب کرتے ہوئے' آپؐ نے سبحان اللہ مقلب القلوب کا جملہ زبان سے ادا کیا' اس جملہ کو زینب نے سن لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت کا اندازہ کر لیا' جب زید گھر واپس آئے تو انہوں نے اس واقعہ کی اطلاع انہیں دی' زید سمجھ گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زینب پسند آ گئی ہیں' اس لئے خدمت میں آ کر طلاق کا ارادہ ظاہر کیا' نبی علیہ السلام نے انہیں منع کیا لیکن (نعوذ باللہ) دل میں یہی تھا کہ زیدؓ انہیں طلاق دے دیں تو بہتر ہوگا۔ آخر کار زیدؓ نے انہیں اسی نیت سے طلاق دے دی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے نکاح کر لیں۔

سند کے اعتبار سے یہ روایت ساقط الاعتبار ہے ہی' از روئے عقل بھی نہایت پوچ اور لغو ہے۔ زینب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی زاد بہن ہیں' آپؐ انہیں لڑکپن سے جانتے پہچانتے تھے' اس تعارف و توافق کے باوجود آپؐ ان کی جانب مائل نہیں ہوئے حالانکہ وہ اس وقت کنواری اور نئی نویلی تھیں' پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ وہی زینب جب دوسرے کے عقد میں چلی گئیں اور ثیبہ ہو گئیں تو آپ ان کی جانب مائل ہو گئے۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

اسی لئے جمہور مفسرین و مورخین نے اس واقعہ کے موضوع اور جھوٹے ہونے کی واضح الفاظ میں تصریح کی ہے۔ آگے حضرت زیدؓ سے ان کے نکاح کی حکمت اور طلاق کے بعد پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان سے عقد فرمانے کی مصلحت بالتفصیل آ رہی ہے۔

ابن سید الناس کی تفصیل کے مطابق ۴ ہجری میں حضرت زینب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں' چھ سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں اور ۲۰ ہجری میں بعمر ۵۷ سال وفات ہوئی۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۸: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا:

یہ حارث بن ضرار سردار بنو مصطلق کی بیٹی تھیں' ان کا شوہر مسافع بن صفوان مصطلقی غزوۂ مریسیع میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا' یہ قبیلہ اسلام اور مسلمانوں کا شدید ترین دشمن تھا۔ ڈاکہ اور راہزنی میں اسے خاص شہرت تھی' دیگر بہت سے قیدیوں کے ساتھ حضرت جویریہ بھی گرفتار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا' جس کی برکت سے اس قبیلہ کو دنیا اور آخرت دونوں میں نفع عظیم حاصل ہوا۔ ربیع الاول ۵۰ ہجری

میں ان کی وفات ہوئی۔

۹: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

یہ ابوسفیان بن حرب مشہور سردار عرب کی بیٹی تھیں' ان کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا' دونوں مشرف باسلام ہو کر حبشہ ہجرت کر گئے' وہاں کچھ عرصہ کے بعد عبیداللہ مرتد ہو کر عیسائی بن گیا اور اسی حالت میں مر گیا' مگر حضرت ام حبیبہؓ اسلام پر قائم رہیں۔ عبیداللہ کے انتقال اور عدت کے ختم ہوجانے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی شاہ حبشہ کو کہلا بھیجا کہ اگر ام حبیبہ نکاح پر راضی ہوں تو تم بطور وکیل کے میرا نکاح ان سے کرادو اور انہیں میرے پاس مدینہ بھیج دو' ام حبیبہؓ کی منظوری پر نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح کر دیا اور خود اپنی جانب سے چار ہزار درہم مہر انہیں دے کر حضرت شرحبیل کے ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچادیا۔ ۴۴ ہجری میں بعمر ۷۴ سال مدینہ منورہ میں فوت ہوئیں' اس نکاح کے مصالح آئندہ آرہے ہیں۔

۱۰: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ:

اپنے قبیلے بنونضیر کے سردار کی بیٹی تھیں' ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم قرظی سے ہوا' سلام کے طلاق دے دینے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں' کنانہ غزوۂ خیبر میں قتل ہوا۔ حضرت صفیہ گرفتار ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا' ۵۰ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی' سوا تین سال نبی کریم کی رفاقت میں رہنے کا موقع ملا۔

۱۱: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:

ماہ ذیقعدہ ۷ ہجری میں جب آپ عمرہ قضا کے لئے تشریف لے گئے اس وقت آپ کی زوجیت میں آئیں' یہ آپ کی آخری زوجہ ہیں۔ ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور سے نکاح نہیں فرمایا' یہ پہلے ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں' ۵۱ ہجری میں بعمر اسی سال مقام سرف میں انتقال ہوا' سرف ہی میں نکاح بھی ہوا تھا۔

تعدد ازواج کے مصالح:

حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے تذکرہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرت عائشہ کے علاوہ جملہ ازواج مطہرات بیوہ ہونے کے بعد آپ کے نکاح میں آئیں اور ان میں بعض وہ بھی ہیں جو عمر کی اس منزل میں پہنچ چکی تھیں' جس میں عورتیں نکاح کے قابل نہیں رہ جاتیں' پھر ان میں اکثر وہ ہیں جنہیں چند سالوں سے زیادہ آپؐ کے ساتھ زندگی گزارنے کا موقع نہ مل سکا۔

پھر ان کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آمد بھی ایسے دور میں ہوئی کہ مشرکین مکہ وغیرہ سے غزوات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا' جس کی بنا پر آپ کو گھر چھوڑ کر باہر رہنا پڑتا تھا اور اطمینان و سکون تقریباً مفقود تھا' اس لئے ان نکاحوں سے نعوذ باللہ خواہش نفس کی تکمیل مقصود نہیں تھی بلکہ اس کی مختلف حکمتیں تھیں' جن کے پیش نظر بحکم خداوندی: "مجھے عورتوں کی کوئی حاجت نہیں" کے باوجود آپ نے یہ سارے نکاح کئے' ذیل میں اختصار کے ساتھ چند مصالح کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ حقیقت واقعہ پوری طرح واضح ہوجائے:

مصلحت تعلیمی:

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ حضرات امہات المومنین درحقیقت درسگاہ رسول کی طالبات تھیں' بعثت رسول کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد امت کو دین کی تعلیم دینا ہے: "ویعلمھم الکتاب والحکمۃ" سے قرآن حکیم نے نبی کے اس فریضہ کی وضاحت کی ہے' اس تعلیم میں بہت سی باتیں وہ ہیں جن کا تعلق صرف عورتوں سے ہے یا عورتوں اور مردوں کے باہمی رابطہ سے ہے' اس لئے ضرورت تھی کہ جس طرح مردوں کی ایک جماعت سفر وحضر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر تعلیمات نبوی سے مستفید ہوئی اسی طرح عورتوں کی بھی ایک جماعت خلوت و جلوت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے تاکہ ان کے واسطہ سے صنف نسواں کے مخصوص مسائل و احکام امت کی تمام بیٹیوں تک پہنچائے جائیں' کیونکہ عورتیں بالعموم اپنی فطری حیاء کی بنا پر براہ راست نبی علیہ السلام سے ان مسائل کو پوچھنے میں شرم کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی حیاء کامل کی وجہ سے ان کے مخصوص مسائل کے جوابات صراحتاً دینے پر قادر نہ ہوتے تھے بلکہ ایسی صورتوں میں اشارہ وکنایہ کو کام میں لاتے تھے اور عورتیں بسا اوقات انہیں سمجھ نہ پاتی تھیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک انصاریہ خاتون نے غسل حیض سے متعلق احکام معلوم کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غسل کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: خذی فرصۃ ممسکۃ فتطھری بھا "خوشبو آلودہ کپڑے کا ایک ٹکڑا لے لو اور اس سے طہارت حاصل کرو۔" انصاریہ اس کا مطلب نہ سمجھ سکیں اور عرض کیا: اس سے کیونکر طہارت حاصل کروں؟ آپؐ نے جواب میں پھر اس جملہ فتطھری بھا کا اعادہ فرمایا' انصاریہ نے اظہار عجز کرتے ہوئے کہا: کیف یا رسول اللہ اطھر بھا؟ نبی علیہ السلام نے ان کے اس اشارہ کو نہ سمجھنے پر تعجب آمیز لہجہ میں فرمایا: "سبحان اللہ

ختم نبوت

تطہیرًا بیھا" لیکن انصاریہ پھر بھی نہ سمجھ سکیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو انصاریہ کا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا: اے فلاں مقام میں رکھ لے اور پھر دیکھتی رہ کہ اس پر خون کا اثر ظاہر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اس جگہ کی صراحت کردی جس میں کپڑے کو رکھنا تھا۔

ظاہر ہے کہ اس طرح کے مخصوص مسائل کو عورتیں صراحتاً نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرسکتی تھیں (الا ماشاء اللہ) اور نہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ہر عورت سے بیان کرسکتے تھے اس لئے ضروری تھا کہ دو چار نہیں بلکہ عورتوں کی ایک معتدبہ تعداد آپ کی زوجیت میں آکر ان مسائل کو سیکھے اور دوسری عورتوں تک انہیں پہنچائے۔

چنانچہ احادیث و سیر کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عورتیں رات کی تاریکیوں میں آکر حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دوسری ازواج مطہرات سے اس قسم کے مسائل دریافت کیا کرتی تھیں۔

پھر یہ بات بھی طے شدہ ہے کہ سنت مطہرہ صرف اقوال رسول میں منحصر نہیں' بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال اور تقریرات کی بھی وہی حیثیت ہے جو اقوال کی ہے اور جس طرح فرمان نبویؐ امت کے لئے ہدایت اور ذریعہ نجات و سعادت ہیں' بعینہٖ اقوال و تقریرات بھی سرمایہ رشد و ہدایت ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ امہات المومنین نہ ہوتیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھریلو اعمال اور تدبیر منزل کے حکامات کے معلوم ہونے کا ذریعہ کیا ہوتا؟ الحاصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت زوجات کے ذریعہ عورتوں میں معلمات کی ایک جماعت تیار کردی۔ احادیث نبوی اور سیرت رسول سے واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ فلسفہ تدبیر منزل اور قوانین معاشرت ازواج وغیرہ کے علاوہ علوم دینیہ و احکام شرعیہ کا ایک قابل ذکر حصہ انہیں ازواج مطہرات کے ذریعہ امت تک پہنچا ہے' بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہؓ تو اس وصف میں اکثر صحابہ کرامؓ پر بھی فوقیت رکھتی ہیں۔

یہ ہے کثرت ازواج کی بنیادی حکمت اور اساسی مصلحت' اسی بناء پر ہم دیکھتے ہیں کہ مکہ معظمہ کی پوری زندگی اور مدینہ منورہ کے ابتدائی سالوں میں چونکہ اصلاح عقائد و اخلاق پر زور تھا' ازواج مطہرات کی یہ کثرت نہیں تھی۔ ۲ ہجری کے بعد جب اصلاح اعمال و افعال پر خصوصی توجہ دی جانے لگی اور حکام عملیہ تیزی کے ساتھ نازل ہونے لگے تو ضرورت محسوس ہوئی کہ عورتوں کی ایک جماعت حریم نبویؐ میں داخل ہوجائے تاکہ مردوں کی طرح عورتوں میں بھی معلمات کا ایک طبقہ پیدا ہوجائے۔

"اور تم اے ازواج رسول! خدا کی
ان آیتوں اور رسول کی سنتوں کو یاد رکھو جن
کا تمہارے گھروں میں چرچا ہے۔"

کا تاکیدی حکم حضرات امہات المومنین کو اسی بناپر تھا تاکہ آگے چل کر صنف نسواں کی تعلیم و تربیت کا حق پورے طور پر ادا کرسکیں۔

۲: مصلحت تشریعی:

کثرت ازواج کے مصالح میں سے ایک مصلحت تشریعی بھی ہے' اس کے ذریعہ آپؐ نے تبنیت کے بت کو ہمیشہ کے لئے پاش پاش کردیا۔

متبنیٰ (لے پالک) بنانے کا طریقہ عرب میں قدیم زمانہ سے چلا آرہا تھا اور اہل عرب اس سلسلے میں اتنا غلو رکھتے تھے کہ متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) کو حقیقی و صلبی بیٹے کے درجہ میں سمجھتے تھے' میراث' نکاح' طلاق' حرمت مصاہرت' حرمت مناکحت وغیرہ تمام احوال میں منہ بولے بیٹے کا معاملہ حقیقی بیٹے کی طرح کرتے تھے' طریقہ یہ تھا کہ جب کوئی کسی کو اپنا متبنیٰ بناتا تو اس سے کہتا: "انت ابنی ارثک و ترثنی" (تو میرا بیٹا ہے میں تمہارا وارث ہوں اور تم میرے وارث ہو)۔

اسلام جو اصلاح معاشرت کا سب سے بڑا داعی اور مبلغ ہے' وہ ان باطل رسوم اور خلاف عقل و شرع امور کو کیونکر برقرار رکھ سکتا تھا اور پورے معاشرے کو جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکتا ہوا کس طرح چھوڑ سکتا تھا' اس لئے اللہ تعالیٰ نے اولاً اپنے رسول کو متبنیٰ بنانے کا الہام کیا اور آپؐ نے بعثت سے قبل زید بن حارثہ کو متبنیٰ بنالیا اور لوگ اس دن سے زید بن حارثہ کے بجائے زید بن محمد کہہ کر پکارنے لگے۔ امام بخاری و مسلم دونوں متفقہ طور پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"ان زید بن حارثہ مولی
رسول اللہ ماکنا ندعوہ الا زید بن
محمد حتی نزل القرآن ادعوھم
لاباءھم ھو اقسط عنداللہ فقال
النبی: انت زید بن حارثہ."

متبنیٰ بنانے کے بعد آپؐ نے ان کا نکاح اپنی پھوپی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کردیا' اگرچہ زینب اس رشتے کے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں کر پارہی تھیں' مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کردیا' پھر بھی حسب و نسب کے لحاظ سے وہ اپنے کو حضرت زید سے اعلیٰ و برتر ہی سمجھتی رہیں' جس کی بناپر وہ توافق و یکسانیت جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہونا چاہئے پیدا نہ ہوسکی اور حالات بگڑتے بگڑتے اس حد کو پہنچ گئے کہ حضرت زید نے انہیں طلاق دے دی' زید کے طلاق دے دینے کے بعد حکم خداوندی پہنچا:

"جب زید نے زینب سے اپنی

حاجت پوری کرلی اور ان کو طلاق دے دی تو اے نبی ہم نے ان کا نکاح آپ سے کردیا۔"

چنانچہ آپؐ نے حضرت زینبؓ سے نکاح فرمالیا تاکہ عرب کی اس قدیم بدعت کا سلسلہ ٹوٹ جائے اور اسلام کی بنیاد قائم ہو۔ اس طرح اس مبارک نکاح کے ذریعہ عرب سے وہ رسم بد ختم ہوئی جس میں وہ صدیوں سے گرفتار چلا آرہا تھا۔

ساتھ ہی اس جدید تشریع الٰہی اور طریقہ کو موکد کرنے کے لئے یہ حکم نازل فرمایا گیا:

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین' وکان اللہ بکل شئی علیماً۔"

ترجمہ: "محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' بلکہ وہ اللہ کے رسول خاتم سلسلہ نبوت ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔"

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ یہ نکاح حکم خداوندی سے ایک باطل رسم کو مٹانے کے لئے عمل میں آیا تھا نہ کہ ہوائے نفس کی تکمیل کے لئے' جیسا کہ معاندین اسلام اور اعدائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فاسد خیال ہے۔

۳: مصلحت اجتماعی:

یہ حکمت حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاحوں سے خوب ظاہر ہوتی ہے' ان نکاحوں کے ذریعہ آپ کے دونوں وزراء حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ آپ کے سلسلہ مصاہرت میں آگئے' جس سے ان حضرات کا مزید اعتبار بڑھا اور آگے چل کر ان کی خلافتوں کو اس کے ذریعہ تقویت ومنفعت حاصل ہوئی۔

علاوہ ازیں اسلام کی سربلندی اور نشرواشاعت میں ان دو بزرگوار نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے تھے' اس کا بھی تقاضا تھا کہ انہیں دنیا میں بھی خصوصی مقام اور امتیازی شان حاصل ہو' اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کی صاحبزادیوں سے نکاح فرما کر ان کی عزت افزائی فرمائی' جس طرح حضرت عثمان اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے نکاح میں اپنی صاحبزادیوں کو دے کر ان کے مقام ومرتبہ کو بلند کیا۔ الحاصل یہ چاروں حضرات آپؐ کے اعظم صحابہؓ اور آپؐ کے بعد دین وملت کے اور اس کی دعوت وامامت میں آپ کے خلیفہ تھے' اس لئے ان سے رشتہ مصاہرت قائم کرنا اجتماعی سیاست وحکمت کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا۔

۴: مصلحت سیاسی:

بعض نکاحوں سے تالیف قلوب اور قبائل کو اپنی جانب مائل کرنے اور ان کے ظلم وجور اور بغض وعناد میں کمی کرنے کے مصالح پیش نظر تھے۔ مثلاً ام المومنین حضرت صفیہ کے نکاح پر غور کیا جائے' اس نکاح سے پیشتر مشرکین سے جتنی جنگیں ہوئیں اور ان میں در پردہ یا کھلے طور پر یہود کا تعلق ضرور ہوتا تھا مگر تزویج صفیہ کے بعد یہود مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔

اسی طرح حضرت ام حبیبہ کے نکاح کا معاملہ ہے کہ ان کے والد ابوسفیان اس نکاح سے پہلے اسلام اور مسلمانوں کے بدترین مخالف اور دشمن تھے' اور حمراالاسد' بدر صغریٰ اور احزاب وغیرہ غزوات میں مشرکین کے قائد اور امیر لشکر یہی رہے تھے' لیکن تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس نکاح کے بعد انہوں نے مسلمانوں پر فوج کشی نہیں کی بلکہ نکاح کے تھوڑے ہی عرصہ بعد خود بھی مسلمان ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوش ہوگئے' اس کے علاوہ پورے بنو امیہ اس رشتہ کا خیال کرنے لگے تھے' جس کی بنا پر ان کی عداوت اور اسلام دشمنی میں بے حد کمی ہوگئی۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں سیاسی فائدہ کے ساتھ دینی فائدہ بھی ہوا کہ اس نکاح کی خبر حضرات صحابہ کرامؓ کو ہوئی تو وہ بیک زبان پکار اٹھے: "اصھار رسول اللہ تحت ایدینا" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال کے لوگ ہماری قید غلامی میں رہیں؟ اور ایک لخت سارے قیدیوں کو آزاد کردیا' قبیلہ بنومصطلق پر اس سیر چشمی اور شرافت ومروت کا یہ اثر ہوا کہ پورا قبیلہ اسی وقت مسلمان ہوگیا اور اس نکاح کی برکت سے دنیا وآخرت دونوں کی ذلت سے سب کے سب نجات پاگئے' اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں: "میں نے کسی عورت کو نہیں دیکھا جس کی برکت ومنفعت اپنی قوم پر حضرت جویریہؓ سے زیادہ ہو۔"

غرضیکہ کثرت ازدواج کے ذریعہ مختلف خاندانوں سے آپؐ کے تعلقات قائم ہوئے جو آگے چل کر اسلام اور مسلمانوں کی ترقیات کا ذریعہ بنے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے نکاح میں بنوہاشم میں سے کوئی عورت نہیں آئی کیونکہ وہ تو اپنا خاندان تھا۔

ان جملہ تفصیلات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نکاح کے سلسلہ میں آپؐ نے جو طریقہ اختیار فرمایا وہ اپنی خواہش نفس کی تکمیل کے لئے نہیں تھا بلکہ اس سے ملک وقوم' اسلام اور عالم انسانیت کے مصالح ومفاد وابستہ اور مربوط تھے' جسے نظر انداز کرنا اس ہادی برحق اور محسن اعظم کے لئے ممکن نہیں تھا' جسے رب العالمین نے دنیا میں رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

☆☆.........☆☆

ختم نبوۃ

مُسلمانوں کا ماضی وحال

مولانا کمال اختر قاسمی

اسلام جس دور میں آیا' قرآن کریم نے اس کو فتنہ وفساد کے غلبہ اور انسانوں کو ہلاکت کے دہانے پر کھڑا ہونے سے تعبیر کیا ہے اور اس کا سبب انسان کی بداعمالیوں کو قرار دیا ہے لہٰذا سورۂ روم کی آیت نمبر ۴۱ میں فرمایا:

"خشکی و تری (زمین اور سمندروں) میں لوگوں کے کرتوتوں کے باعث فساد غالب آ گیا ہے۔"

یہ دنیا کی نہایت خستہ اور خراب حالت کا ذکر تھا اور اس وقت جو افراد دنیا میں آباد تھے ان کی اخلاقی وعملی حالت کو سورۂ آل عمران کی آیت ۱۰۳ میں بیان فرمایا:

"اور تم جہنم کے دہانے پر کھڑے تھے تو اللہ نے تم کو اس سے بچالیا۔"

آج ہم تصور نہیں کر سکتے کہ اس سماج اور معاشرے میں رہنے والے لوگ اپنی روحانی' اخلاقی اور سماجی زندگی میں کتنے ناکارہ اور بیکار تھے' ان کی تاریخ پڑھنے کے بعد یہی کہا جاسکتا ہے کہ انسانیت کی حد پار کر چکے تھے مگر یہیں سے اسلام کی اثر آفرینی اور مردم سازی دکھائی تھی کہ جن میں فساد' بگاڑ اور زوال و انحطاط اس درجہ پہنچ چکا تھا کہ تعفن پیدا ہو گیا تھا۔ اسلام کتنی حکمت اور اثر اندازی سے اس سڑے ہوئے مادہ سے دنیا کے سب سے کامل انسان تیار کر کے قیامت تک کے لوگوں کے سامنے انسانیت کا کامل ترین اور اعلیٰ ترین نمونہ پیش کر دیتا ہے اور تن تنہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوشش' جانفشانی اور انتھک محنت کے نتیجہ میں انسانی دنیا میں دنیا کا سب سے حیرت انگیز انقلاب برپا ہو جاتا ہے جس کا دائرہ اثر صرف تیئیس سال کی محدود مدت میں سرزمین عرب سے نکل کر شام وعراق' بحرین' یمن اور ایران تک پھیل گیا تھا جو خلافت راشدہ اور اس کے بعد عہد اموی میں افریقہ' سندھ اور اسپین تک وسیع ہو گیا۔ مورخین اسلام ہی نہیں معاندین اسلام اور مستشرقین بھی اس پر متفق ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو افراد تیار کیے تھے وہ ہر اعتبار سے نمونہ تھے' ان کا کوئی پہلو اور گوشہ زندگی ناقص نہیں ملتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دینی' فکری اور اخلاقی وروحانی انقلاب لوگوں میں پیدا کیا تھا وہ جامع ترین انقلاب تھا۔ تاریخ انسانی کا سب سے عجیب وغریب انقلاب برپا کرنا وہ بھی بے سروسامانی کے ماحول میں سوائے معجزہ کے انسانی طاقت وصلاحیت سے باہر ہے' جس نے افکار و خیالات کے ساتھ ساتھ رہن سہن' طرز معاشرت اور حرکات وسکنات میں بھی یکسر تبدیلی پیدا کر دی' تصور سے باہر کی چیزیں حقیقت بن کر دنیا کے سامنے آ گئی تھیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نظریہ پیش نہیں کیا تھا بلکہ عملی طور پر کر کے دکھایا اور کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار کامل ترین انسان جو انبیائے مرسلین علیہم السلام کے بعد کمال ایمان وعقیدہ اور کمال اخلاق وکردار اور کمال طاعت وعبادت میں دنیائے انسانیت کے سب سے معتبر اور مستند افراد تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہر فرد کو نمونہ عمل اور معیار زندگی قرار دے کر قیامت تک کے لئے سب سے بلند وبرتر رتبہ عطا فرمادیا ہے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والا کامیاب ترین اور کامل تر انسان ضرور ہوگا اس کا مرتبہ ودرجہ اللہ کے نزدیک بلند تر ہوگا' لیکن بہرحال انقلاب اولین کے افراد اولین کے برابر نہیں ہوسکتا۔

ماضی اور حال میں بے ربطگی کا اثر:

اسلام کے زیر سایہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے براہ راست فیضیاب ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کہلاتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ سے اکتساب فیض کر کے ان کی اتباع میں درجہ کمال تک پہنچنے والے تابعین اور تابعین کے ذریعہ اپنی روحانی وایمانی اور عملی واخلاقی زندگی کو اسلامی رنگ وروپ میں ڈھالنے والے تبع تابعین کہلائے۔ ان حضرات کے پاکیزہ صفات کی پیروی میں کمال حاصل کرنے والے ائمہ مجتہدین اور صالحین امت ہیں' اسی طرح یہ سلسلہ دراز ہوتا ہوا آج ہم تک پہنچا ہے' اس لحاظ سے ماضی اور حال میں ربط ہے اور مستقبل کا پتہ نہیں' لیکن مستقبل کیسا ہوگا؟ اس کا اندازہ حال کی حالت وکیفیت سے ہوتا ہے' اگر حال خراب ہے تو مستقبل کے بارے میں یہی فیصلہ ہوگا کہ وہ خراب تر

ہوگا اور جب حال خراب ہو اور ماضی تابناک ہو تو دیکھا جائے گا کہ ماضی کی تابناکی کے اسباب کیا تھے؟ پھر حال کی تاریکی کے بارے میں یہی فیصلہ ہوگا کہ ماضی سے ہمارے حال کا رابطہ باقی نہیں ورنہ تابناکی تاریکی میں اور کامیابی ناکامی میں تبدیل ہو ہی نہیں سکتی' خاص طور پر اس صورت میں کہ جو اصول و دستور اور تہذیب و تمدن وضع کیا گیا تھا وہی کامیابی و کامرانی کا سرچشمہ قرار پایا تھا' وہ تبدیل ہونے والا نہیں' کیونکہ اسلامی اصول و قانون ابدی ہیں' جو پہلے تھے وہی آج بھی ہیں اور کل آئندہ بھی تا قیامت بغیر کسی ترمیم کے باقی رہیں گے' ان کی تاثیر میں ذرہ برابر بھی کمی ہونے کا امکان نہیں ہے' تو یقیناً حال کا جو ربط ماضی سے ٹوٹا ہے' قانون و دستور اور اصول زندگی و ضابطہ بندگی میں نہیں ٹوٹا ہے بلکہ ان پر عمل کرنے اور ان کو اختیار نہ کرنے میں ٹوٹا ہے' جس نے ہمارے حال کو تاریک اور مستقبل کو خوفناک بنادیا ہے۔

ماضی کیوں کر تابناک بنا اور حال کیوں دگرگوں ہے؟

قرآن کی روح پرور تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان افروز ارشادات پر عمل کی بدولت عہد اول اور عہد وسطی کے مسلمانوں کو آسمانی وعدہ: ''وانتم الاعلون ان کنتم مومنین'' کا عملی مشاہدہ تو دنیا میں ہوا اور آخرت کی کامیابی بھی ثابت ہوگی انشاء اللہ۔

لہٰذا مسلمانوں کا ربط و تعلق جب تک اسلام اور قرآن سے مستحکم تھا تو انہوں نے ہمہ جہت ترقی کی اس لئے کہ وہ موثر ترین دستور پر کامل یقین اور بھرپور ایمان کے ساتھ عمل پیرا تھے' لہٰذا اس کے اثرات بھی مکمل طور پر ظاہر ہوئے' اللہ کے حبیب و محبوب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''تحقیق کہ میں تمہارے درمیان دو ضابطے چھوڑ کر جا رہا ہوں' جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہوگے۔'' (رواہ مالک فی الموطا)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے عروج و ارتقاء کا مرکز قرآن و حدیث ہے' اگر ان دونوں کے احکام پر صدق نیت اور پابندی کے ساتھ عمل کیا جائے گا تو دنیا و آخرت کی کامیابی حتمی و یقینی ہے اور جب ان کو چھوڑ کر کوئی بھی دوسری راہ عمل اختیار کی جائے گی تو انحطاط و زوال لازمی ہے خواہ ہم اپنی زبان سے مسلمان ہونے اور اسلام کو تھامے رہنے کا لاکھ دعویٰ کریں اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا ورد و ذکر کرتے رہیں' اسلامی نام رکھ لیں' محبت اسلام اور عشق رسول کا ڈھنڈورا پیٹتے رہیں' تو محض زبانی لفاظی سے کام نہیں بنے گا۔ یہ خدائی فیصلہ ہے کہ عمل کرکے اپنے آپ کو کامل الایمان اور پکا مسلمان ثابت کرو' پھر ہماری نصرت و اعانت کا بہار آفریں منظر بھی دیکھو! ورنہ عروج و ارتقاء کی کوئی ضمانت نہیں ہے' عارضی طور پر حالات و حوادث سے متاثر ہوکر مسجدوں کو آباد کرلینا' مصائب و مشکلات میں اللہ کی طرف راغب ہونا اور خوشحالی اور سکون قلبی کے وقت نمازوں کو بھول جانا' پریشانیاں لاحق ہوں تو دعاؤں میں رونا گڑگڑانا اور آرام ملتے پر خدا فراموشی کا شکار ہو جانا تو یہ سب عمل نہیں بلکہ دین کے ساتھ استہزاء ہے یہ تو وہی بات ہوئی:

''جب دیا رنج بتوں نے تو خدا یاد آیا''

جب کہ ایمان کی روح یہ ہے کہ ہمہ وقت تازہ رہے اور ہر دم عمل پر آمادہ رہے' لہٰذا اگر عمل پر مداومت ہے اور اخلاص نیت کے ساتھ ہے تو پھر اس کو اللہ کے نزدیک مقبولیت حاصل ہوتی ہے جس پر دنیا و آخرت کی سرفرازی و کامیابی کا انحصار ہے۔

بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''عمل کو درست کرنے اور عمل خیر کی پوری کوشش کرو اور جان لو کہ تم میں سے کسی کا عمل اس کو جنت میں نہیں داخل کرے گا اور بیشک اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جس پر ہیشگی ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔''

کوئی شخص اپنے عمل سے جنت نہیں پائے گا نہ دنیا کی کامیابی حاصل کرسکے گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و محبوب نہ قرار پائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مداومت و پابندی سے عمل خیر کرے۔ اور خاندان نبوت کے پاکیزہ نفوس کی یہی شان تھی کہ جب کوئی عمل کرتے تھے تو اس پر ثابت قدم رہتے تھے جیسا کہ علامہ منذریؒ نے الترغیب و الترہیب ۴/۱۲۸ پر روایت نقل کی ہے اور یہی حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا تھا کہ ان کے عمل میں استمرار و مداومت تھی' خود قرآن پاک نے اس کو بتایا ہے' سورہ فتح کی آیت نمبر ۲۹ میں فرمایا گیا ہے:

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ جو لوگ ہیں وہ کفار پر بہت بھاری ہیں اور آپس میں بہت رحم دل ہیں' آپ ان کو رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا ہی پائیں گے' اس حال میں کہ وہ اپنے رب کا فضل اور اس کی رضا ڈھونڈتے ہیں' ان کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے' یہی مثال ہے ان کی تورات اور انجیل میں۔''

آیت کے اخیر میں انہیں جیسے لوگوں کے لئے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ ہے۔ پوری آیت میں استمرار و دوام کے ساتھ عمل کرتے رہنے کا اشارہ دیا گیا ہے کہ ان کی حالت یہی ہے' اس میں تبدیلی نہیں ہوتی'

ماحول کے تغیر سے فرق نہیں آیا ہے' سفر وحضر' جنگ و امن ہر حال میں یہی کیفیت ہوتی ہے۔

ہمارے اسلاف کے شاندار ماضی کا سبب ہی یہی تھا' اسی لئے ان کو دشمنوں پر غلبہ دیا گیا' فتوحات سے نوازا گیا' حکومت و اقتدار سے ہمکنار ہوئے' شان و شوکت سے سرفراز ہوئے' عزت و عظمت حاصل ہوئی' رعب و دبدبہ قائم ہوا' اتحاد و اتفاق کی نعمت عطا ہوئی اور دنیا اپنی رعنائیوں اور لذتوں کے ساتھ ان کے قدموں پر جھک آئی۔ اسی کے ساتھ ساتھ ان کو سکون و اطمینان حاصل تھا' نہ کسی کا خوف طاری ہوتا تھا اور نہ ہی کسی سے مرعوب ہوتے تھے۔ اللہ نے ان کے ذریعہ دنیا میں عدل و انصاف اور مساوات کی فضا قائم کردی' انسانی اور اخلاقی قدروں کو دنیا نے قبول کیا۔ مسلمانوں کے شاندار ماضی کی سوغات میں سے یہ بھی ہے کہ پوری دنیا میں امن و سلامتی کا ماحول پیدا ہوگیا' اگر کہیں کسی نے سر اٹھایا اور انسانی قدروں کو پامال کرنا چاہا' اخلاقی ضابطوں کو توڑ کر من مانی کرنی چاہی تو مجاہدین اسلام نے سرکوبی کرکے انہیں درس عبرت بنادیا۔ ہر طرف اسلامی تہذیب اور ایمانی تمدن کا بول بالا تھا' یہاں تک کہ غیر مسلم حکومتوں نے بھی مسلمانوں سے متاثر ہوکر ان قدروں کو نافذ کیا' یہ تھا تابناک ماضی جس کی تفصیل دراز اور داستان طویل ہے۔ تاریخ اسلام اور سیرت النبی وسیر الصحابہ سے تسکین مطالعہ ہوسکتی ہے۔

اس کے برعکس مسلمانوں کا حال ہمارے سامنے ہے' اس سے بڑھ کر ذلت اور رسوائی کیا ہوگی کہ ایک ارب سے زائد مسلمانوں' اٹھاون سے زیادہ اسلامی ملکوں پر دنیا کے سب سے بڑے دہشت گرد کا حکم چلتا ہے' جو اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے پر آمادہ ہے' مسلم ممالک کی دولت کا اکثر حصہ یہود و نصاریٰ کے پاس جاتا ہے' مسلم ممالک میں امریکا و برطانیہ کے قوانین چلتے ہیں اور اسلامی دستور کو بالائے طاق رکھ دیا گیا ہے' کویت و سعودی عرب جیسے ملکوں میں قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح اب امریکا کے فرمان کے مطابق ہوتی ہے اور عام مسلمانوں کے گھروں میں تہذیب جدید کے تمام ایمان سوز' اخلاق سوز اور حیاء سوز آلات طرب و نشاط پائے جاتے ہیں' انحطاط و زوال کی حد یہ ہوچکی ہے کہ دین جو کامل و مکمل اترا ہے اس میں "نقص" کی نشاندہی یورپ و امریکا کرتے ہیں اور مسلم ممالک اس کو تسلیم کرکے "اصلاح" کرنے لگتے ہیں۔ جن آیات کا مفہوم خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بدل سکتے' ان کو امریکا بدلوانے پر آمادہ ہے اور مسلم ممالک تحریف پر تیار ہیں۔

مسلمانوں کی یہ حالت نہیں ہوگی تو کیا اللہ کی مدد آئے گی؟ شاندار ماضی کے باکمال افراد صحابہ کرامؓ تھے کہ زکوٰۃ دینے سے کچھ لوگوں نے انکار کردیا تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: "اینقص فی الدین وانا حی" کہ میرے جیتے جی دین میں کمی کی جائے اور میں گوارا کرلوں؟ اور ابوحذیفہؓ الیمان یا سلمان فارسیؓ میں سے کسی کا واقعہ ہے کہ دسترخوان پر گرنے والا لقمہ اٹھا کر کھالیا تھا' ایران کے گورنر کے منصب پر ہوتے ہوئے بھی سنت نبوی کو نہیں چھوڑا' اس پر کسی نے کہا کہ یہ ایرانی تہذیب کے خلاف ہے' اہل مجلس اس کو معیوب تصور کریں گے تو فرمایا کہ کیا میں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ان احمقوں کو خوش کرنے کے لئے چھوڑ دوں؟ اب حال یہ ہے کہ اسلام کے کھلے بدترین دشمن کے کہنے پر صرف اس کی چاپلوسی میں سنت نبوی تو کیا قرآن کو پڑھانا اور اس کی آیتوں کی تفسیر پر پابندی لگانے کے لئے مدارس کو بند کیا جارہا ہے۔

دل میں یہ بزدلی اور مغربی ممالک کا یہ رعب کیوں پیدا ہوا' جب کہ ماضی اس کے برعکس تھا۔ ایسا اس لئے ہوا کہ ماضی سے ہمارا رابطہ عملاً ٹوٹ گیا ہے' عمل کی وہ مضبوط زنجیر ٹوٹ گئی ہے جو حال کو ماضی سے جوڑتی تھی۔ قرآن جو رابطہ کی کڑی ہے' تبرک کے طور پر شب برأت' رمضان شریف یا کسی کے مرنے پر ایصال ثواب کے لئے وقتی طور پر پڑھ لیا جاتا ہے۔

ان حالات میں نہ عالمی اجتماع موثر ہوگا' نہ آہ و بکا کارآمد ہوگی۔ حالات بگڑتے ہی رہیں گے' خواہ ہم کتنی ہی تاویل کرلیں اور دشمنوں پر اپنے غم و غصہ کا اظہار کرکے احتجاج درج کرالیں لیکن وہی ہوگا جو امریکا چاہتا ہے' اس لئے کہ مسلمانوں نے عملاً اس کی برتری کو تسلیم کرلیا ہے' اسی کی تہذیب کو علاج غم مان لیا ہے اور اصل دوا کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔

صورتحال کیسے بدلے گی' تقریر و بیانات سے نہیں بلکہ عمل و کردار میں تبدیلی سے بدلے گی اور یہ جمعہ در جمعہ پچیس منٹ کے خطبہ و نماز اور دعا سے نہیں بلکہ روزانہ کی پنج وقتہ نمازوں پر پابندی کرنے اور ہر معاملہ کو اسلامی دستور کے تحت اخلاص نیت کے ساتھ تسلسل سے کرتے رہنے کے بعد ہی یہ تبدیلی ممکن ہے۔ اگر نماز کی پابندی ہے اسی کے ساتھ تجارت میں دھوکہ و وعدہ خلافی ہے۔ روزہ کی عبادت ہے' اسی کے ساتھ غیبت و چغلخوری اور گالی گلوچ کا چسکا بھی ہے۔ تلاوت قرآن اور ذکر و نفل کی مداومت بھی ہے مگر کاروبار میں ملاوٹ کا کام بھی جاری ہے تو پھر یہ فیصلہ خداوندی ہے کہ حالات سدھرنے کے بجائے خراب تر ہوں گے اور ہمارے حال کا یہی المیہ ہے کہ دین داری تو نظر آتی ہے مگر کامل دین داری نہیں ہے۔ اگر حال ایسا ہی رہا تو پھر مستقبل اس سے زیادہ تاریک اور کرب ناک ہوگا۔

☆☆..........☆☆

مسلم معاشرہ اور اقلیتیں

محمد شعیب گنگوہی

اسلام نے ایک ہمہ گیر عالمی فلاحی معاشرتی نظام متعارف کرایا ہے۔ الہامی کتابوں میں قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جسے صحیح معنوں میں اجتماع و معاشرہ کی کتاب کہا جاسکتا ہے۔ قرآن کے مخاطب وہ انسان ہیں جو آبادیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر باہمی تعاون و اشتراک سے زندگی گزارتے ہیں۔ اسلام نے مختلف طبقات میں منقسم انسانیت کو باہم یکسانیت وبرابری کی دولت عطا کی۔ جس نے انسانی اونچ نیچ' شرافت و رزالت' پستی و بلندی' چھوٹا پن اور بڑائی کو ایک معیار بخشا' انسانوں کی فرضی گھڑی ہوئی امتیازی قدریں توڑ ڈالیں۔ جغرافیائی وعلاقائی رنگ ونسل اور قبلہ کے درجات کی مکمل نفی کی' اور ایسا فلاحی معاشرہ قائم کیا جس میں نہ کوئی عجمی تھا اور نہ کوئی عربی' جس میں نہ کوئی عراقی تھا نہ کوئی ایرانی' نہ کوئی مصری تھا اور نہ یونانی' نہ کوئی مشرقی نہ مغربی اور کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کسی قسم کی کوئی فضیلت نہ تھی۔ قرآن حکیم نے انسانی ہمسری کا اعلان یوں فرمایا:

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہارے گروہ اور قبیلے اس لئے بنائے ہیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔"

مگر یاد رکھو! ان کا مقصد رنگ ونسل کی بنیاد پر ایک دوسرے سے نفرت نہیں' کیونکہ خدا کے نزدیک تو بڑائی کا صرف ایک معیار ہے اور وہ یہ ہے:

"تم میں سے بڑا وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔"

اسلام کے مذہبی معاشرہ میں ہر شخص کو زندگی سے استفادہ کرنے کا مساوی حق حاصل ہوتا ہے' یہاں کسی خاندان یا گروہ کی اجارہ داری نہیں ہوتی۔ حبشہ کے حضرت بلالؓ روم کے حضرت صہیبؓ فارس کے حضرت سلمانؓ اور قریش کے ابوبکرؓ اور علیؓ میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا' یہ سب اسلامی معاشرہ میں ایک ہی جیسے حقوق رکھتے ہیں۔ افراد کے تعلقات رنگ ونسل کے بجائے اسلام کی عطا کردہ اخوت و یگانگت' تعاون وایثار اور باہمی ہمدردی وغم گساری پر قائم ہوتے ہیں۔

اسلامی فلاحی معاشرہ میں جو غیر مسلم رعایا رہتی ہے اس کو فقہ کی اصطلاح میں اہل ذمہ یا ذمی کہا جاتا ہے۔ ذمی حقارت آمیز لفظ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت حکومت نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ ان کی حفاظت کے بدلہ اسلامی حکومت ایک قسم کا ٹیکس ان پر لگاتی ہے جسے جزیہ کہتے ہیں۔

اسلامی حکومت کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ اگر ایک غیر مسلم عمر رسیدہ ہوگیا ہے اور کمانے کی سکت بھی نہیں رکھتا یا مفلوج ہوگیا ہے' اس شخص کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کردیا جائے گا۔ خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ ایک مرتبہ گشت فرمارہے تھے کہ انہوں نے ایک بوڑھے غیر مسلم کو دیکھا کہ وہ بھیک مانگ رہا تھا' آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم کیوں بھیک مانگ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: اس لئے کہ اب میں کمانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ افسوس ہے عمر پر جس نے اس کی جوانی کے زمانہ میں اس سے جزیہ تو لیا لیکن جب بوڑھا ہوگیا تو اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔ آپ نے اسی وقت حکم فرمایا کہ اس کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کردیا جائے۔ مسلمان جزیہ لیتے تھے لیکن اسے وصول کرنے کے بعد غیر مسلموں کی حفاظت پر خرچ کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے ہی دور کا ایک اور واقعہ ہے کہ مسلمانوں نے ایک شہر فتح کیا لیکن بعد میں اسی وجہ سے انہیں وہ مفتوحہ شہر چھوڑنا پڑ گیا۔ جب اس شہر کو خالی کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کا امیر غیر مسلموں کو بلا کر ان سے وصول کردہ رقم واپس کردیتا ہے کیونکہ اب مسلمانوں سے غیر مسلموں کی حفاظت نہیں ہوسکے گی تو وہ وصول شدہ رقم واپس کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں کئی ایسے واقعات محفوظ ہیں کہ مسلمانوں نے کسی شہر کو چھوڑا تو غیر مسلموں نے خود مسلمانوں کا راستہ روک کر ان کے امیر کی رکاب پکڑ کر درخواست کی کہ خدا کے لئے ہمیں پہلے

ختم نبوۃ

حکمرانوں کے رحم وکرم پر چھوڑ کر نہ جائیں۔

اسلامی فلاحی معاشرہ میں غیر مسلموں کو بہت سے حقوق حاصل ہیں' چنانچہ اگر ایک مسلمان کسی اقلیتی فرد کو قتل کر دیتا ہے تو فقہ حنفی کی رو سے اسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمی کے قتل کو اتنا بڑا گناہ قرار دیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ذمی کو قتل کرنے والا مسلمان جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔

انسانی جان تو بہت ہی قیمتی چیز ہے۔ اسلام نے تو اس حد تک خیال رکھا ہے کہ کوئی مسلمان غیر مسلموں کی شراب' صلیب اور سور کے گوشت تک کو نقصان نہ پہنچائے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کی شراب ضائع کر دے تو بطور جرمانہ اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اسی طرح ہدایہ کی کتاب الغصب میں ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی عیسائی کی صلیب توڑ دے تو اس کے بدلہ میں اس کی قیمت ادا کرے گا۔

اقلیت کو بھی اس چیز کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اسلامی ملک میں اقلیت بن کر رہے اور مسلمانوں کی مجالس میں کھلے عام ممنوعہ اشیاء استعمال نہ کریں۔

اسلام کے فاتحین کی تاریخ گواہ ہے کہ انہوں نے اقلیتوں کا خاص خیال رکھا ہے' حالانکہ دنیا کی کوئی بھی فاتح فوج جب کسی ملک کو فتح کرتی ہے تو ہر سمت لوٹ مار' قتل و غارت حلال سمجھتی ہے' باغات اور کھیتوں کو اجاڑ دیتی ہے۔ مسلمان جب امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی سرکردگی میں بیت المقدس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو ایک شخص دوڑا ہوا آیا اور امیر سے کہا کہ مسلمان ہلاک ہو گئے' آپؓ پوچھتے ہیں کیسے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ مسلمان ایک ذمی کے انگوروں کے باغ میں گھس گئے' یہ سنتے ہی حضرت ابو عبیدہؓ ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے باغ تک پہنچے' فوجیوں کو انگور کھانے سے روکا' باغ کے مالک کو بلا کر انگوروں کی قیمت ادا کی اور قیمت کی ادائیگی کے بعد عام مسلمانوں کو یہ انگور ہبہ کر دیئے۔

اسلام کی انہی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ مسلمان حکمرانوں نے ہمیشہ اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا اور اس سلسلہ میں عدل وانصاف کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ دنیا کی کوئی دوسری قوم اس کی نظیر پیش نہ کر سکی۔

☆☆............☆☆

فدائے مصطفیٰ ﷺ

خواجہ حمید الدین شاہد

دونوں عالم جان و دل سے ہیں فدائے مصطفیٰ ــــ کتنی سادہ' کتنی دلکش ہے ادائے مصطفیٰ
آپؐ کا ہوں' آپؐ کا ہوں' آپؐ کا ہو یا نبیؐ ــــ ہو نہیں سکتا کسی کا آشنائے مصطفیٰ
زلفِ مشکیں باعث رشک بلائے دو جہاں ــــ سرمۂ چشم بصیرت خاک پائے مصطفیٰ
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی عطائے کردگار ــــ لب پہ ہے نعتِ نبیؐ دل میں ہے ولائے مصطفیٰ
بے نیاز قصر و ایوان' دشمن جاہ و حشم ــــ فخر شہاں رشک سلطاں ہے گدائے مصطفیٰ

شاہد اس کی زندگی ہے باعث صد رشک وناز
رات دن کرتا ہے دل سے جو ثنائے مصطفیٰ

بقیہ: میرے شیخ

خادم سے فرمایا کہ میں نے سبق پڑھانے کے لئے جانا تھا' آپ شجاع آبادی صاحب کو پہلے آئس کریم کھلائیں پھر چائے بمع لوازمات اور مجھ سے فرمایا کہ آپ نے میری ہدایت کے مطابق کھائے پیئے بغیر نہیں جانا۔ غالباً خطبات ختم نبوت کی تیسری جلد کے لئے پیش لفظ لکھنے کی درخواست کی' معمولی لیت ولعل کے بعد لکھنے کی حامی بھر لی۔ چنانچہ کچھ دنوں کے بعد دو تین صفحات پر مشتمل تحریر موصول ہوئی' جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ صفحات اپنے کسی خورد کے لئے نہیں بلکہ بزرگ کے لئے تحریر کئے گئے ہیں۔

علالت ووفات:

بندہ بلوچستان کے دس روزہ تبلیغی دورہ پر تھا کہ ہفت روزہ ضرب مومن میں خبر نظر سے گزری' جس میں حضرت شیخ کی وفات کی خبر تھی' پڑھ کر بہت ہی صدمہ ہوا اور جنازہ سے محرومی صدمہ پر صدمہ۔

مشکوٰۃ شریف:

شیخ کی تقریر مشکوٰۃ شریف طلبہ میں بہت مشہور تھی اور مشکوٰۃ شریف کے سبق کے لئے دور دراز سے طلبہ کرام شرکت فرماتے' جب تک شیخ جامعہ خیر المدارس ملتان میں رہے' مشکوٰۃ شریف آپ ہی پڑھاتے رہے۔ دارالعلوم فیصل آباد اور جامعہ امدادیہ میں بھی مشکوٰۃ شریف آپ ہی کے حصہ میں آتی رہی۔ صاحبزادگان گرامی نے طلبہ اور اساتذہ کرام پر احسان فرمایا کہ شیخ کی تقریر کو دو ضخیم جلدوں میں شائع کر دیا۔ اللہ پاک انہیں تکمیل کی توفیق نصیب فرمائیں۔

بہرحال شیخ کی وفات صرف اہل خاندان اور جامعہ امدادیہ کے لئے صدمہ نہیں بلکہ پورے ملک کے اساتذہ وطلبہ کے لئے صدمہ ہے۔

ختم نبوۃ

جنگ یمامہ

میرے واجب الاحترام اساتذہ کرام اور گلشن شہید اسلام کے تابندہ و درخشندہ ستاروں اور علوم نبوت کے پروانوں! آج میں آپ حضرات کے سامنے جنگ یمامہ جیسے تاریخی عنوان سے تاریخ کے اوراق کو کھنگالنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

محترم سامعین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کے بعد جب وصال نبوت ہوا تو اس وقت مسلمانوں کی حالت سازگار نہ تھی‘ مسلمان فراق نبوی کی غم سے نڈھال تھے۔ طرح طرح کے فتنے کھڑے کر دیئے گئے تھے۔ مدینہ کی اسلامی ریاست خطرے سے دوچار تھی۔ ان نازک حالات کے اندر مسیلمہ کذاب نامی ایک ملعون نے نبی علیہ السلام کے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کی کوشش کی اور دعویٰ نبوت کر ڈالا ادھر قرآن پاک ختم نبوت کا اعلان کر چکا تھا اور صدیق اکبرؓ کا دور خلافت تھا‘ صدیق اکبرؓ نے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کو برداشت نہ کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ ابوبکر زندہ ہو اور آقا کی مسند نبوت پر کوئی بے دین بیٹھنے کی ناپاک جسارت کرے۔

صدیق اکبرؓ نے بلاتاخیر مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے حضرت شرجیلؓ کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت شرجیلؓ اپنے لشکر کے ساتھ مل کر بہادری سے مقابلہ کرتے ہیں لیکن مسیلمہ کذاب کے پاس چالیس ہزار کا لشکر تھا‘ مسلمانوں کو شکست ہوگئی‘ صدیق اکبرؓ نے دوسرا لشکر حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل کی قیادت میں روانہ کیا۔

حضرت عکرمہ بھی بڑی گھمسان کی لڑائی برپا کرتے ہیں لیکن ان کو بھی شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن فولادی عزم کے مالک صدیق اکبرؓ ہمت ہارنے والے نہ تھے۔ آپ ﷺ نے تیسرا لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں روانہ کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر کو لے کر میدان جنگ میں پہنچتے ہیں۔ لڑائی شروع ہوتی ہے۔ کافروں کی گردنیں گاجر مولی کی طرح کٹ کٹ کر زمین پر گرتی ہیں...... ان حالات میں مسیلمہ کذاب کو جب خالد بن ولیدؓ دیکھتے

مولوی محمد حق کوہستانی

ہیں تو ساتھیوں سے مل کر عقاب کی طرح جھپٹ پڑتے ہیں۔ تو مسیلمہ کذاب کو شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے‘ حضرت وحشی بن حربؓ مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کرتے ہیں...... اور اس طرح اس سارق نبوت کو ہمیشہ کے لئے یمامہ کی سرزمین میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ جس کے بعد صدیوں تک پھر کسی دعویٰ نبوت کرنے کی جرأت نہ ہوئی......

محترم سامعین! مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے اعلان نبوت سے لے کر وصال نبوت تک جتنا عرصہ گزرا اس میں جتنی جنگیں لڑی گئی جتنے تبلیغی وفود دھوکے سے شہید کیے گئے ان کی تعداد 259 تھی جبکہ صرف مسئلہ ختم نبوت کے لیے بارہ سو 1200 صحابہ کرامؓ کو شہید کیا گیا۔ کسی کا تن سر سے جدا کر دیا گیا‘ کسی کا سینہ چیر دیا گیا‘ کسی کا پیٹ چاک کر دیا گیا‘ کسی کا بازو کندھوں سے جدا کر دیا گیا‘ کسی کی ٹانگ کاٹ دی گئی‘ کسی کا جسم ٹکڑے کر دیا گیا‘ لیکن انہوں نے اس سارق نبوت کی گستاخی کو برداشت نہ کیا۔

میرے بھائیو! یہ شہداء کون تھے؟ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ تھے‘ یہ وہ لوگ تھے جن میں ستر بدری صحابہؓ تھے سات سو قرآن کریم کے حافظ تھے‘ یہ وہ تھے جن کے سینوں میں قرآن خود رسول اللہ ﷺ نے اتارا تھا۔ یہ وہ تھے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی آغوش نبوت میں تربیت پائی تھی۔

یہ وہ تھے جن کو قرآن کریم نے ''اولٓئک ھم الفائزون'' کہا۔ یہ وہ تھے جن کو رضی اللہ عنھم کا خطاب ملا‘ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو راسخ کیا ہے‘ اب ان کا یہ ایمان جھوٹی نبوت کو برداشت نہ کر سکا‘ انہوں نے اپنی بیویوں کو بیوہ کروا دیا‘ اپنے آپ کو خاک و خون میں تڑپا دیا‘ اپنے بچوں کو یتیم کر دیا۔ اپنے بوڑھے والدین کے بڑھاپے کی لاٹھیوں کو توڑ دیا‘ لیکن انہوں نے نبوت کی شان میں گستاخی کو برداشت نہ کیا۔

سامعین محترم! اس دور کا جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا‘ آج کے دور کا جھوٹا مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی ہے بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس

باقی صفحہ 7 پر

ختم نبوت

کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضؓ

حضرت امیر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کی پیدائش ہجرت مدینہ سے تقریباً پندرہ برس قبل مکہ معظمہ میں ہوئی۔ فتح مکہ کے موقع پر جب عام معافی کا اعلان ہوا تو حضرت ابوسفیانؓ کے خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ حضرت امیر معاویہؓ نے بھی اسلام قبول کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہؓ کو کاتب وحی کا اعزاز بخشنے کے علاوہ باہر سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی اور دیکھ بھال کا کام بھی سونپ رکھا تھا' آپؓ کا شمار ممتاز صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔ آپؓ کے کارناموں کی ابتدا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت سے ہوئی۔ ۱۸ ہجری میں حضرت عمر فاروقؓ نے آپؓ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا تھا اور آپؓ نے رومیوں کے خلاف جنگیں کرکے ان کی طاقت کو کمزور کردیا تھا۔ قیساریہ کی جنگ میں ۸۰ ہزار رومیوں کو تہہ تیغ کرنا آپؓ کی جنگی صلاحیتوں کا نتیجہ تھا۔ عہد عثمانی میں آپؓ کو شام' اردن اور فلسطین کا والی مقرر کیا گیا۔ اس دور میں آپؓ نے جنگی بحری بیڑا تیار کرکے نہ صرف شام کی سرحدوں کو محفوظ کیا بلکہ ایشیا کوچک تک اسلامی فتوحات کے دائرہ کو وسعت بھی دی۔ قبرص کا جزیرہ بھی آپؓ نے فتح کیا۔

حضرت امیر معاویہ ۴۱ ہجری ۶۶۱ء میں پہلے اموی خلیفہ کی حیثیت سے دنیائے اسلام کے امیر تسلیم کرلئے گئے تھے' اپنے اعلیٰ تدبر اور حکمت عملی سے انہوں نے اسلامی حکومت کی بنیادوں کو بے حد مضبوط کیا' ملکی انتشار ختم کرکے دوبارہ ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنا بھی ان کا بڑا کارنامہ تھا۔ ان کا عہد اندرونی اور بیرونی طور پر نہایت کامیاب دور تھا۔ ملک کے اندر امن و امان قائم کرنے کے بعد فتوحات کا سلسلہ شروع کردیا اور اسلامی مملکت کی سرحدیں جزائر بحیرہ روم سے شمالی افریقہ اور بحر اوقیانوس تک اور حجاز سے سندھ اور ترکستان تک پھیلا دیں۔

بابو شفقت قریشی سہام

آپؓ بلاشبہ ایک عظیم جرنیل' منتظم اور رہنما تھے۔ انطاکیہ میں مسلم نو آبادی قائم کرنا ان کی دانشمندی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ زندگی کے ہر شعبہ کو ترقی دینے کے لئے بہت سی اصلاحات میں آبپاشی کے نظام کو بہتر بنا کر زراعت کے شعبہ کو بے حد ترقی دی گئی جس سے اناج' سبزیوں اور پھلوں کی پیداوار میں بے حد اضافہ ہوا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں کھودی گئی نہر کو صاف کرا کے اس کا پانی آبپاشی کے لئے استعمال کیا گیا۔ غیر مسلموں کی جان و مال کو تحفظ فراہم کیا گیا اور قابلیت کے لحاظ سے عہدے دیئے گئے' ان کا شمار بلند پایۂ سیاست دانوں میں ہوتا ہے' وہ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے تلوار کے بجائے زبان سے لوگوں کی حمایت حاصل کی ہے' وہ ایک شعلہ نوا خطیب ہونے کے علاوہ فصاحت و بلاغت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ مسجد میں عدالت لگا کر غریب و امیر کو انصاف مہیا کرتے تھے' وہ عام آدمی کے حالات سے بھی باخبر رہتے تھے' وہ ایک ماہر جرنیل تھے' یہی وجہ تھی کہ رومیوں سے مقابلہ کرکے کامیابی حاصل کی تھی' وہ معاملہ فہم اور اعلیٰ درجہ کے مدبر تھے۔

۲۲/رجب ۶۰ ہجری بمطابق ۷۸ برس کی عمر میں آپؓ کا انتقال دمشق میں ہوا۔ خلافت کی مدت تیرہ برس سے کچھ زیادہ تھی' ان کی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ مبارک کا کفن پہنایا گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اور بال مبارک ان کے منہ اور آنکھوں میں رکھے گئے۔ آپؓ کے عہد میں اسلام کی اشاعت بڑے پیمانے پر ہوئی۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے انیس سالہ دور حکومت میں ملک سے بدامنی اور خانہ جنگی کا خاتمہ کرکے عالم اسلام کو متحد کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف اصلاحات کرکے ملک کو مستحکم بنا کر بیرونی حملوں کے خطرات سے محفوظ کرایا۔ جن اکابرین اور مشیران سے ملکی معاملات میں اکثر مشورہ لیا کرتے تھے ان میں عمرو بن العاصؓ مغیرہ بن شعبہؓ اور زیاد بن ابی سفیانؓ وغیرہ خاص طور پر

قابل ذکر ہیں۔ خلیفہ مرکزی حکومت کا سربراہ تھا اور مرکزی حکومت میں الگ الگ محکمے قائم کیے گئے تھے' ہر صوبے کے گورنر کو والی کہتے تھے' صوبائی حد بندی کا نظام وہی رہا جو پہلے چلا آرہا تھا۔ مقامی مسائل کے معاملے میں گورنر کو فیصلہ کرنے کا اختیار ہوتا تھا لیکن اہم ملکی مسائل کے بارے میں گورنر خلیفہ کے حکم کا پابند ہوتا تھا۔ صوبوں اور مرکزی حکومت میں مکمل ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ بری فوج کو اس طرح منظم کیا گیا کہ اس کا دنیا کی صف اول کی افواج میں شمار ہونے لگا' فوج کو عہد فاروقی کی طرح دو حصوں یعنی گرمائی اور سرمائی فوج میں بانٹا گیا تھا' فوجیوں کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا اور بھرتی کے نظام کو نئے سرے سے استوار کیا گیا۔ ملکی دفاع پر کافی خرچ کر کے حملہ آوروں سے محفوظ رکھنے کے لئے نئی چھاؤنیاں اور نئے شہر آباد کیے گئے' گو کہ عہد عثمانی میں بحری جنگی جہاز استعمال میں آچکے تھے' تاہم حضرت امیر معاویہؓ نے اسلامی بحریہ کی نئے سرے سے تشکیل کی۔ بحریہ کا سربراہ امیر البحر کہلاتا تھا۔ بحری جہاز تیار کرنے کے لئے مصر اور شام کے ساحلی علاقوں پر متعدد کارخانے لگائے گئے' جن میں سکندریہ کا عظیم کارخانہ بھی شامل تھا۔ بحریہ کو جدید اسلحہ سے لیس کیا گیا' ملکی اندرونی حالات اس لئے پرسکون تھے کہ محکمہ پولیس کو بے حد منظم کیا گیا تھا' کسی کی مجال نہ تھی کہ راستہ میں پڑی ہوئی کسی کی کوئی چیز اٹھانے کی جرأت کرے' ملک کے اندر ڈاک ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے لئے پہلے کوئی انتظام موجود نہ تھا' آپؓ نے باقاعدہ ڈاک کا محکمہ قائم کیا' ایک منزل سے دوسری منزل تک تازہ دم گھوڑوں سے ڈاک پہنچائی جاتی تھی اور پورے ملک کو ڈاک کے نظام سے منسلک کر دیا گیا تھا' اس کا یہ بھی فائدہ ہوا کہ ملکی حالات سے خلیفہ وقت بخوبی آگاہ رہتے تھے۔

سرکاری ریکارڈ کو محفوظ کرنے کے لئے ایک محکمہ قائم کیا گیا جس میں سرکاری دستاویزات کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا تھا اور بوقت ضرورت نقول بھی حاصل کی جاسکتی تھیں۔ مجاہدین کے بچوں کے وظیفے مقرر کیے گئے۔ ترویج اسلام پر زیادہ توجہ دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ غیر مسلموں کی اکثریت نے اسلام قبول کیا' پہلی مرتبہ خانہ کعبہ پر دیبا کا غلاف چڑھایا اور خدمت کے لئے خادم مقرر کیے۔ پرانی مساجد کی مرمت اور نئی مساجد تعمیر کرا کے اوپر مینار بنانے کا سلسلہ آپؓ ہی کے دور سے شروع ہوا۔

حضرت امیر معاویہؓ ایک مدبر حکمران اور دور اندیش سیاست دان تھے' بے جا سختی کے قائل نہ تھے۔ مخالفوں کو خندہ پیشانی سے مطمئن کرتے تھے۔ ان کی حکمت عملی کی نمایاں خصوصیت حلم تھی۔ انہوں نے کہا: جہاں میرا کوڑا کام کرتا ہے' وہاں میں تلوار استعمال نہیں کرتا اور جہاں میری زبان کام دیتی ہے وہاں کوڑا استعمال کرنا پسند نہیں کرتا' اگر میرے اور لوگوں کے درمیان بال برابر بھی رشتہ قائم ہو تو میں اس کو نہیں توڑتا' جب لوگ اسے کھینچتے ہیں تو میں اس کو ڈھیل دے دیتا ہوں اور جب وہ ڈھیل دیتے ہیں تو میں کھینچ لیتا ہوں۔ ان کی حکمت عملی کا نتیجہ تھا کہ بیشتر اکابرین اور دانشوروں کو اپنا مشیر اور معاون بنانے میں کامیاب ہوگئے تھے اور مختلف قبائل کا بھی ان کو تعاون حاصل تھا۔

☆☆............☆☆

قادیانی خاندان نے اسلام قبول کرلیا

کراچی (نمائندہ خصوصی) چار افراد پر مشتمل ایک قادیانی خاندان نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا نذیر احمد تونسوی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ نومسلموں کے نام محمد یونس' نگینہ بیگم' ارسلان احمد اور خوشبو یونس ہیں۔ اس موقع پر نومسلموں نے حلفیہ اعلان کیا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی سمجھتے ہیں جن کے بعد تاقیامت کسی کو تشریعی' غیر تشریعی اور ظلی یا بروزی نبوت نہیں ملے گی۔ انہوں نے کہا کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرے یا دعویٰ نبوت کرے خواہ بلاواسطہ یا بالواسطہ یا تاویل کے ساتھ وہ زندیق' کافر مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون' کذاب' دجال' کافر مرتد اور زندیق تھا اور وہ اپنے دعوائے نبوت' مجددیت' مہدویت' مسیحیت میں سراسر جھوٹا تھا اور اس کے ماننے والے خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کافر' زندیق' مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ آج کے بعد ہمارا مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات ہمارے ایمان کا حصہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق امت محمدیہ کی رہنمائی کریں گے۔ اس موقع پر مولانا نذیر احمد تونسوی نے نومسلموں کو قادیانیوں کی چالبازیوں اور قادیانی مذہب کے پوشیدہ گوشوں سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ قادیانی پیشوا عام قادیانیوں کو اپنے مذہب کی حقیقت سے بے خبر رکھتے ہیں ورنہ کوئی بھی سلیم الطبع شخص حقیقت سے آگاہ ہونے کے بعد ایک منٹ کے لئے بھی قادیانی نہیں رہ سکتا۔ اس موقع پر نومسلموں کی دین پر استقامت کے لئے دعا کی گئی۔

ختم نبوة

میرے شیخ

شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمد رحمہ اللہ

بندہ ۱۹۷۴ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں درجہ سادسہ میں داخل ہوا۔ اسباق کی تقسیم کچھ اس طرح ہوئی کہ مولانا عتیق الرحمٰنؒ کے پاس جلالین شریف‘ شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ کے پاس مختصر المعانی‘ استاذ الحدیث مولانا منظور احمد زید مجدہٗ کے پاس ہدایہ ثالث اور شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد صاحبؒ کے پاس منطق کی مشہور کتاب سلم العلوم آئی۔ بندہ نے قبل ازیں منطق میں زیادہ کتب نہیں پڑھی تھیں۔ اس لئے منطق میں میری استعداد کمزور تھی۔ بایں ہمہ شیخ کے پڑھانے کا طرز اتنا عام فہم تھا کہ غبی سے غبی طالب العلم بھی محروم نہیں رہ سکتا تھا۔

خدا خدا کر کے سلم اختتام پذیر ہوئی تو حضرت الشیخ مولانا نذیر احمدؒ نے سلم کے بعد قصیدہ بردہ شریف پڑھائی اور یوں شیخ کے پاس دو اسباق پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بندہ آئندہ سال موقوف علیہ کی تعلیم کے لئے جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا میں داخل ہوگیا۔ جب بھی کسی کام کے لئے ملتان آمد ہوتی تو شیخ سمیت تمام اساتذہ کرام کی خدمت میں حاضری کی کوشش کرتا۔ دورۂ حدیث بھی باب العلوم سے کیا۔ دورہ کے بعد بندہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ ہوگیا۔ شیخ بھی کچھ عرصہ بعد دار العلوم فیصل آباد چلے گئے۔ بعد ازاں سیتانہ روڈ پر گلشن امداد میں جامعہ امدادیہ کے نام سے عظیم الشان جامعہ کی بنیاد رکھی۔

چناب نگر میں پہلی سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کا آغاز ہوا تو شیخ نے نہ صرف سرپرستی کی‘ بلکہ اپنے مزاج کے علی الرغم کانفرنس کے انتظامات اور خورد ونوش کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی اور ہر سال چناب نگر کانفرنس میں نہ صرف شرکت فرماتے بلکہ آپ کے مدرسہ طلبہ کرام خورد ونوش کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ تا آنکہ القاری المقری مولانا محمد ابراہیم صاحب فیصل آباد نے خورد ونوش کے انتظامات کی خدمت اپنے ذمہ لے لی۔ اس کے باوجود آپ اپنے مدرسہ کے طلبہ اور اساتذہ کرام

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سمیت کانفرنس میں شرکت فرماتے رہے اور یہ سلسلہ ایک آدھ سال کو چھوڑ کر تا زیست جاری رکھا۔

ردِ قادیانیت وعیسائیت کورس:

قیام پاکستان کے بعد ردِ قادیانیت کو اس مجلس کے زیر انتظام شروع ہوا جو چنیوٹ‘ ملتان کے بعد چناب نگر میں منعقد ہونے لگا۔ چناب نگر سے پہلے مجلس کورس کے صرف اشتہار چھاپتی۔ چند طلبہ کرام آ جاتے تو انہیں تربیت دی جاتی‘ کورس چناب نگر میں شروع ہونے کے بعد اسے تحریک کی شکل دی گئی۔ مجلس کے مبلغین ملک بھر کے مدارس عربیہ میں بالعموم اور پنجاب کے مدارس میں بالخصوص دورے کرتے۔ جامعات کے نمائندین سے مل کر طلبہ سے خطاب رکھے جاتے ہیں‘ جن میں کورس کی اہمیت پر مختصر بیان کر کے طلبہ کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔ عام طور پر جامعہ امدادیہ بندہ کے ذمہ لگتا۔ حضرت الشیخ مزاجاً و تصوفاً تھانوی تھے۔ ان کے مدارس میں کسی اور کو خطاب کا کم موقع دیا جاتا ہے۔ تاہم بندہ جب بھی حاضر ہوا تو نہ صرف یہ کہ گفتگو کرنے کی اجازت مرحمت فرماتے بلکہ خود اعلان فرماتے اور اعلان بھی اس انداز سے فرماتے کہ گویا بندہ ان کا ساتھی ہے۔ حالانکہ بندہ آپ کے شاگردوں کا شاگرد بھی ہے اور آپ سے بھی پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

چند ماہ پہلے معلوم ہوا کہ شیخ بیمار ہیں‘ بندہ عیادت کے لئے فیصل آباد حاضر ہوا‘ خدام نے کہا کہ ڈاکٹروں نے ملاقات پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ بندہ نے کارڈ دیا کہ شیخ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے‘ اگر اجازت دے دیں گے تو فبہا‘ بصورت دیگر واپس چلے جائیں گے۔ کارڈ ملنے کے بعد بلا لیا‘ بندہ جب حاضر ہوا تو انتہائی محبت وشفقت سے پیش آئے اور بار بار فرماتے رہے کہ آپ نے بڑی کرم فرمائی کی۔

مہمان نوازی:

یوں تو حضرت شیخ کی ذات گرامی گوناگوں صفات کی حامل تھی‘ لیکن آپ کا ایک اہم وصف مہمان نوازی تھا۔ مہمان بزرگ ہو یا خورد‘ شیخ کے دستر خوان پر اس کی حیثیت کے مطابق انواع واقسام کی اشیاء موجود ہوتیں۔ ایک مرتبہ حاضری ہوئی تو

باقی صفحہ 20 پر

اخبار عالم پر ایک نظر

قادیانیت' اسلام کے متوازی ایک الگ مذہب ہے

کراچی (نمائندہ خصوصی) قادیانیت' اسلام کے متوازی ایک الگ مذہب اور قادیانی جماعت درحقیقت ایک سیاسی جماعت ہے جو اسلام اور پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے میں مصروف ہے۔ برسراقتدار طبقے کو قادیانیوں کے عزائم سے ناواقفیت لے ڈوبے گی۔ قادیانی آج تک کسی کے وفادار نہیں رہے بلکہ ان کی وفاداریاں اسلام دشمن طبقے کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بیرونی دنیا کے سامنے قادیانیوں نے اسلام اور مسلمانوں کی ایک ایسی بھیانک تصویر پیش کی ہے جو اسلام کی حقیقی تصویر سے یکسر مختلف ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا نذیر احمد تونسوی نے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی قوانین کے خاتمے کے بارے میں مغربی مطالبات قادیانی پروپیگنڈے کے نتائج ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی قادیانی کوششوں کے باوجود امریکا اور یورپ میں غیر مسلم اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔ قادیانی قیادت کے مرکزی افراد کا قبول اسلام قادیانیت کے باطل مذہب ہونے اور اسلام کی حقانیت کا بین ثبوت ہے۔ ملک میں دہشت گردی کے واقعات میں قادیانیوں کے ملوث ہونے کو خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا۔ قادیانی الفرقان بٹالین اور دیگر مسلح تنظیمیں بنا کر ملکی استحکام کو ہمیشہ چیلنج کرتے آئے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر اسلامی تنظیموں نے قادیانیوں کے خلاف ہمیشہ پرامن جدوجہد کی ہے اور آئین اور قانون کے دائرے میں رہ کر قادیانیوں کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کو بے نقاب کیا ہے۔ ملک میں امن وامان کی صورتحال کو بہتر بنانے کیلئے ملک کو قادیانی اثرات سے پاک کرنا ہوگا۔ مقررین نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ملک میں قادیانیوں کے بڑھتے ہوئے عمل دخل اور ان کی غیر آئینی اور اسلام دشمن سرگرمیوں کو روکنے کے لئے عملی اقدامات اٹھائے اور قادیانیت کے فروغ پر پابندی عائد کرنے کے لئے مزید قانون سازی کرے۔

مولانا عبدالرشید رشیدی کی وفات

ملتان (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) خاندان رشیدی کی روایات کے امین' جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے مہتمم مولانا عبدالرشید بھی چل بسے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک مرنجان مرنج عالم دین' صوفی منش' عابد' زاہد اور شب زندہ دار بزرگ تھے۔ جامعہ رشیدیہ کی نشأۃ ثانیہ کے بعد مہتمم بنائے گئے۔ ان کے زہد وتقویٰ کی برکت سے جامعہ رشیدیہ کی مسجد جو کسی زمانہ میں چھوٹی اور سادہ تھی' ایک کروڑ روپے سے زائد خرچ سے عظیم الشان اور عدیم النظیر بن گئی۔ انہوں نے انتہائی کسمپرسی کے عالم میں ادارہ کو سنبھالا۔ الحمدللہ! اب جامعہ اپنے قدموں پر کھڑا ہوگیا ہے۔ ان حالات میں ان کی وفات ایک سانحہ سے کم نہیں۔ مولانا مرحوم' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے عالی مرتبت بانیان وقائدین سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ اس عالی قدر مشن کی وجہ سے خدام سے بھی محبت وشفقت فرماتے۔ جب کبھی حاضری ہوتی تو انتہائی محبت سے پیش آتے۔ اللہ پاک ان کی خدمات جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماکر اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائیں اور ان کے گلشن رشیدی کو قیامت کی صبح تک آباد وشاداب رکھیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ' نائب امیر مرکزیہ مخدوم العلماء حضرت اقدس سید نفیس الحسینی مدظلہ العالی اور دیگر مرکزی رہنماؤں مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا خدا بخش اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ایک مشترکہ بیان میں حضرت مولانا مرحوم کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور جامعہ رشیدیہ کو ان کا نعم البدل اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔

سفر معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا امام بنا کر تاج ختم نبوت سے سجایا گیا

مانسہرہ (پ ر) پوری کائنات میں سب سے عجیب واقعہ معراج کا ہے۔ سفر معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیائے کرام علیہم السلام کا امام بنا کر تاج ختم نبوت سے سجایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی فکر دربار الٰہی میں بھی کی ہے۔ دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اب امت پر بھی اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھنا لازم ہے‘ عقائد و اعمال و کردار میں مسلمان سنت کے مطابق زندگی بسر کریں‘ اسی میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ معراج کی رات نماز کا مقدس تحفہ دیا گیا‘ اسی لئے نماز مسلمان کے لئے معراج ہے۔ اللہ کے قریب انسان اس وقت ہوتا ہے جب عاجزی کے ساتھ اپنے سر کو اللہ کے سامنے زمین پر رکھ دیتا ہے۔ ان خیالات کا اظہار خطیب مانسہرہ مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی نے ماڑی خان خیل کے مقام پر جلسہ معراج سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ معراج کی رات سب واقعات عجائب قدرت میں سے ہوئے ہیں‘ جنہوں نے معراج کے واقعہ کی تصدیق کی وہ صدیق ’صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بن گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ کے سچے ساتھی بن گئے ایسے ساتھی بنے کہ غار و مزار میں ساتھ آرام فرما ہیں‘ واقعہ معراج مسلمانوں کو دعوت فکر دیتا ہے کہ تمام مسلمانوں کا مقام بہت بلند و بالا ہے‘ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سارے نبیوں کے امام ہیں تو ان کی امت ساری امتوں کی سردار ہے۔ مسلمانوں کو اپنے کردار کو درست کرتے ہوئے پوری امت کی قیادت کرنی ہوگی۔ معراج کا واقعہ حالت بیداری میں روح و جسم دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔ اس عظیم واقعہ سے بہت سے واقعات وحالات تعلق رکھتے ہیں۔

منکرین جہاد قادیانیوں کو اہم حساس اداروں سے نکالا جائے: علمائے بلوچستان کا مطالبہ

کوئٹہ (رپورٹ: خادم حسین گجر) ملک کے دوسرے حصوں کی طرح بلوچستان میں بھی ۷/ستمبر کو یوم تشکر منایا گیا۔ صوبہ کے مختلف شہروں میں جلسے اور اجتماعات منعقد ہوئے‘ جن سے خطاب کرتے ہوئے علمائے کرام نے کہا کہ نوے سالہ جدوجہد کے بعد ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ صوبائی دارالحکومت میں جامع مسجد مرکزی میں یوم تشکر کے سلسلے میں ایک بڑا اجتماع منعقد ہوا‘ جس سے ممتاز علمائے کرام مولانا قاری انوار الحق حقانی‘ مولانا قاری محمد اسلم حقانی‘ مولانا غلام غوث آر بانوی‘ مولانا قاری عبداللہ منیر‘ مولانا قاری عبدالرحیم اور دیگر نے خطاب کیا۔ اجلاس کی صدارت صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے کی‘ علماء نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانی‘ امریکا اور عالم کفر کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے پاکستان میں انتشار اور افتراق پیدا کر رہے ہیں اور فرقہ وارانہ دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں‘ قادیانی پاکستان کے دستور کی پاسداری نہیں کرتے اور نہ ہی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے ۱۹۷۴ء میں قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ہی ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو تسلیم کیا ہے۔ قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں۔ حال ہی میں سرحد سے جو ”را“ کے ایجنٹ اور ان کا سربراہ مبشر احمد پکڑا گیا ہے وہ قادیانی ہیں۔ توحید کے بعد ختم نبوت کا عقیدہ سب سے بڑا عقیدہ ہے جس پر دین کی اساس ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سینکڑوں حفاظ کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس عقیدے کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا اور حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کا سر قلم کر کے امت کے لئے اسوہ چھوڑا۔ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے اور جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو کھڑا کیا۔ علمائے کرام نے مطالبہ کیا کہ دفاع پاکستان کے حوالے سے منکرین جہاد قادیانیوں کو اہم حساس اداروں سے نکالا جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی سزا نافذ کی جائے۔

جدید سائنس نے منکرین واقعہ معراج اور مرزا قادیانی کے معراج جسمانی سے انکار کی تردید کرتے ہوئے اسلام کی حقانیت کو ثابت کر دیا ہے: علماء

کوئٹہ (رپورٹ: خادم حسین گجر) جدید سائنس نے منکرین واقعہ معراج اور مرزا قادیانی کے معراج جسمانی سے انکار کی تردید کرتے ہوئے اسلام کی حقانیت کو ثابت کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبؐ کو اپنی تخلیق کے شاہکار دکھانے کے لئے معراج کی سعادت سے نوازا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے رہنماؤں مولانا قاری عبداللہ منیر‘ مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی اور مولانا قاری حنیف نے جماعتی کارکنوں کی ایک تربیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں‘ آپؐ سے پہلے آنے

والے انبیاء اپنے علاقہ اور قوم تک محدود تھے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم صرف فرش کے نبی نہیں تھے بلکہ عرش پر بھی نبی تھے۔ تمام جہانوں اور کروں کی کائنات عرش پر ختم ہوتی ہے۔ واقعہ معراج جسمانی طور پر ہوا ہے۔ ماڈرن اسلام والے اس کو معراج روحانی قرار دیتے ہیں۔ لعین مرزا قادیانی بھی جسمانی معراج کا منکر ہے لیکن جدید سائنس نے ثابت کر دیا کہ معراج جسمانی تھا۔ انہوں نے کہا کہ پروردگار عالم نے شب معراج میں اپنے پیارے نبی کو خوبصورت تحفہ سے نوازا۔ یہ تحفہ نماز کی صورت میں ہے۔ علماء نے کہا کہ معراج شریف رجب کے مہینہ میں ہوا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ رجب کا چاند نظر آتا تو دعا فرماتے کہ اے اللہ! ہمارے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں خیریت و سلامتی سے رمضان المبارک تک پہنچا۔ علماء نے کہا کہ رجب کے کونڈے غیر شرعی فعل ہے‘ اس کی شریعت میں کوئی اہمیت نہیں‘ یہ ایک فضول رسم ہے جو منافقین نے کاتب وحی حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کی نسبت سے شروع کی تھی‘ جس کا لفظی معنی کونڈا ہیں جو نازیبا الفاظ ہیں۔

جامعہ مطلع العلوم میں پولیس چھاپہ

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے نائب امیر مولانا قاری عبداللہ منیر کی قیادت میں قومی اسمبلی میں متحدہ مجلس عمل کے ڈپٹی پارلیمانی لیڈر حضرت مولانا حافظ حسین احمد اور مولانا غلام غوث آر بانوی سے ان کے مدرسہ جامعہ مطلع العلوم میں ملاقات کی اور مدرسہ میں چھاپہ پر اظہار افسوس کیا۔ وفد نے مدارس کے تحفظ کے لئے حافظ حسین احمد کو ہر قسم کے تعاون کی پیشکش کی اور کہا کہ مدارس و مساجد سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی نشر و اشاعت ہوتی ہے۔ ان کا تحفظ اور احترام لازمی امر ہے۔ انہوں نے حکومتی کارروائی کے نتیجہ میں چادر اور چاردیواری کے تقدس کی پامالی کی شدید اور پرزور مذمت کی اور کہا کہ مدارس دہشت گردی کے اڈے نہیں بلکہ دین اسلام کی اشاعت کے مراکز ہیں۔ حکومت کو مدارس کے خلاف اس قسم کی الزام تراشیوں سے باز رہنا چاہئے۔ حکمرانوں سے کچھ بے دین حلقے اس قسم کی کارروائی کروا کر حکومت کے لئے بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ وفد میں مولانا قاری انوار الحق حقانی‘ مولانا قاری محمد حنیف‘ حاجی سید شاہ محمد آغا‘ مجلس کے جنرل سیکریٹری حاجی تاج محمد فیروز‘ حاجی خلیل الرحمٰن‘ چوہدری محمد طفیل احرار‘ حاجی رحمت اللہ خان‘ سید حبیب الرحمٰن آغا اور حافظ خادم حسین گجر شامل تھے۔ وفد نے مدرسہ کے ذمہ دار علماء حضرات سے اظہار ہمدردی کیا اور انہیں ہر قسم کے تعاون کی پیشکش کی۔

دینی مدارس عالم کفر کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہے ہیں: علمائے کرام

کوئٹہ (رپورٹ: حافظ خادم حسین گجر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی مجلس شوریٰ‘ مجلس عاملہ کے ہنگامی اجلاس میں جامعہ اسلامیہ مطلع العلوم میں چھاپہ مارنے کی شدید الفاظ میں مذمت کی گئی اور اعلان کیا گیا کہ ملت اسلامیہ دینی مدارس کا دفاع کرے گی۔ گزشتہ دنوں ہونے والے اجلاس کی صدارت صوبائی امیر جامع مسجد قندھاری کے خطیب مولانا عبدالواحد نے کی۔ اجلاس میں ایک قرارداد میں کہا گیا کہ پاکستان کے دینی مدارس عالم کفر کی آنکھوں میں خار بن کر کھٹک رہے ہیں۔ حکمران کسی نہ کسی طریقے سے ان کو اپنے نصب العین اور خدمت دین کے اعلیٰ وارفع مقاصد سے ہٹا کر امریکی ایجنڈے اور عزائم کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں‘ اس لئے ان کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لئے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت دینی مدارس پر پولیس چھاپوں‘ علماء مدرسین اور طلباء کے خلاف مقدمات درج کئے جا رہے ہیں۔ دین اسلام کے ان نہتے خدام پر ظلم و تشدد کر کے ان میں خوف و ہراس و دہشت کا ماحول پیدا کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ قرارداد میں کہا گیا کہ دینی مدارس میں نصاب تعلیم میں تبدیلی کے حکومتی عزائم کی شکست اور علماء کی فتح کے بعد اس ظالمانہ سرگرمیوں میں تیزی آ گئی ہے جو امریکی ایجنڈے کا حصہ ہے۔ اجلاس میں اس بات پر اظہار کیا گیا کہ علمائے حق کے وارث حضرت مولانا عرض محمدؒ کے فرزند حافظ حسین احمد مہتمم مولانا غلام غوث اور دیگر علماء‘ طلباء اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں گے‘ ان کے حوصلے بلند ہیں اور وہ پرعزم ہیں اور استقامت کا پہاڑ ہیں‘ اجلاس نے مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ مجلس کا وفد حافظ حسین احمد سے ملاقات کر کے انہیں اہل اسلام کے جذبات سے آگاہ کرے گا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ قادیانی عزائم اور عالم اسلام اور مملکت خداداد پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں کو طشت ازبام کیا جائے گا۔ اجلاس میں ۷/ستمبر کو یوم تشکر منانے کے انتظامات کئے گئے۔ ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اس سلسلے میں کوئٹہ میں ۷/ستمبر کو بعد از نماز ظہر جامع مسجد مرکزی میں جلسہ ہوا‘ جس میں ممتاز علمائے کرام نے خطاب کیا۔ علاوہ ازیں ژوب‘ لورالائی‘ ڈیرہ مراد جمالی‘ قلات‘ ہرنائی اور مچھ میں بھی جلسے ہوئے۔ اجلاس میں شب معراج‘ ۶/ستمبر یوم دفاع پاکستان کی مناسبت سے اجتماعات منعقد ہوئے۔ اجلاس میں جامع مسجد مرکزی کے خطیب مولانا انوار الحق حقانی‘ جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب قاری محمد حنیف‘ مولانا قاری محمد اسلم حقانی‘ جامع مسجد سنہری کے مولانا قاری عبداللہ منیر‘ جامع مسجد گول سیٹلائٹ ٹاؤن کے خطیب مولانا قاری عبدالرحیم‘ جامع مسجد سراج کے خطیب مفتی محمد نیاز شفیع‘ حاجی سید شاہ آغا‘ چودھری محمد طفیل احرار‘ حاجی تاج محمد فیروز‘ حاجی خلیل الرحمٰن‘ حاجی زاہد رفیق‘ حاجی عارف محمود بھٹی‘ خادم حسین گجر‘ محمد نواز اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

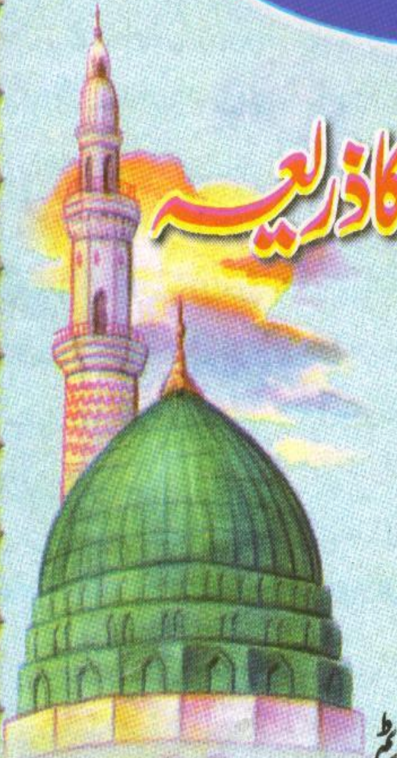

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدِ باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاترِ ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے
زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486 فیکس: 542277

اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان۔

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340

اکاؤنٹ نمبر: 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں

نوٹ: رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے

اپیل کنندگان:

(مولانا) خواجہ خان محمد	سید نفیس الحسینی	(مولانا) عزیز الرحمن
امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	ناظم اعلیٰ